ریویو

احمد رسولؐ

اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ چودھری مولا بخش صاحب بھٹی ریڈر دفتر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے مرتب کیا ہے جسمیں آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آیات قرآنی واحادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ نیز غیر مبائعین پر حجت پوری کرنے کے لیئے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی کتب سے حوالے درج کیئے گئے ہیں۔ رسالہ اپنے موضوع پر نہایت جامع ۔ اور چودھری صاحب موصوف کی کوشش قابل داد ہے۔ احباب متعدد نسخے منگوا کر غیر مبائعین اور غیر احمدی لوگوں میں تقسیم کریں۔ امید ہے کہ سعید روحیں ضرور فائدہ اٹھائیں گی۔ قیمت فی ۱ر ہے۔ اور مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اسلام کیسا خدا پیش کرتا ہے

(مرقومہ چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے)

(انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا)

ایک دن میں پادری سیموئل ایم زویمر ڈی۔ ڈی۔ کی (جن کو کلیسائے انگلستان نے مشنِ نیل کے ہمراہ مامور کر کے مصر میں بھیجا ہوا ہے) تصنیف کردہ ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ کہ چند فقرات ایسے نظر پڑے جن میں پادری صاحب نے اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کی ذات کے متعلق جو تصوّرات قرآن شریف نے پیش کئے ہیں۔ وہ اخلاق کے پائے سے گرے ہوئے ہیں اور اسلامی دنیا پر جو مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اس کا باعث مذہبِ قرآنی یعنی اسلام ہی ہے۔

جواب:۔ اسوقت میرا یہ ارادہ نہیں ہے کہ عیسائی اقوام کے عملی اخلاق کا مسلم اقوام کے اخلاق سے موازنہ کر کے خواہ مخواہ کا دردِ سر خریدوں۔ میں اتنی ہی بات پر قناعت کرتا ہوں۔ کہ ایک بات سے ڈاکٹر زویمر یا اسلام کا کوئی دوسرا نکتہ چین انکار نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے کہ پورے ایک ہزار برس تک مسلمان انسانی کاموں کے ہر ایک شعبہ میں تمام دنیا کے رہنما رہے ہیں۔ مذہب میں فلسفہ میں ہیئت، کیمیا ریاضی میں صنعت و حرفت اور فنِ عمارت میں ادب اور زراعت میں اختراع

پادری زویمر کا اعتراض دربارہ صفات باری تعالیٰ از روئے اسلام

مسلمانوں کی ترقی قرآن شریف کے ذریعہ

اور ایجاد میں اور قانون اور راج نیتی میں۔ مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ جوش جس کا نتیجہ ایسی عالمگیر کامیابی ہوئی۔ وہ اس روح کا نتیجہ تھا جو مسلمانوں میں قرآن کریم کے ذریعہ سے پھونکی گئی اور ان تعلیمات کے ذریعہ سے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وساطت سے مسلمانوں کو ملی تھیں۔ قرآن شریف علم و فضیلت اور محنت سعی کی تعریف میں بھرا پڑا ہے۔ قرآن شریف ہر قدم پر مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ نیچر کی کتاب کو غور سے پڑھیں اور اُس سے نتائج و نصائح اخذ کریں وکاین من ایۃ فی السموٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون (یوسف ع ۱۲) یعنی آسمان اور زمین میں کسقدر نشان ہیں کہ لوگ انپر سے گذرتے ہیں مگر انکی طرف توجہ نہیں کرتے۔

قرآن شریف غور و فکر کی تعلیم دیتا ہے

پھر فرماتا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت (غاشیہ) کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں کہ اُسکی بناوٹ کیسی ہے اور کیا وہ آسمان کی طرف نظر نہیں کرتے کہ وہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور کیا وہ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح گاڑے گئے ہیں اور کیا وہ زمین کی طرف دھیان نہیں کرتے کہ وہ کیونکر بچھائی گئی ہے۔

ہم مسلمانوں کو یہ نہیں کہا جاتا کہ جو کچھ ہم کو سکھایا جائے بچوں کی طرح سے اس کو مان لیں اور کسی بات کو عقل اور تجربہ کی کسوٹی پر نہ پرکھیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ۔ قتل الانسان ما اکفرہ من ای شیٔ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ثم السبیل یسرہ ثم اماتہ فاقبرہ۔ ثم اذا شاء انشرہ۔ کلا لما یقض ما امرہ۔ فلینظر الانسان الی طعامہ انا صببنا الماء صبا ثم

شققنا الارض شقا فانبتنا فیھا حبا و عنبا و قضبا و زیتونا
و نخلا و حدائق غلبا و فاکھۃ و ابا متاعا لکم و لانعامکم
(عبس) دیکھو یہ قرآن شریف اُن باتوں کو جو انسان کی فطرت میں مرکوز ہیں یاد دلاتا ہے۔ سو جو چاہے اُسے یاد رکھے۔ یہ عزت کے اوراق میں لکھا ہوا ہے جو اعلیٰ درجہ کے اور پاک ہیں اور ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں جو بزرگ اور نیک ہیں۔ انسان کیسا ناشکر گذار ہے۔ اسے خدا نے کس چیز سے بنایا؟ نطفہ سے۔ پھر اسکا اندازہ مقرر کیا۔ پھر اُسکے لیئے راستہ آسان کر دیا۔ پھر اُس کو موت دی پھر قبر میں ڈالا۔ پھر جب چاہے گا اُٹھا کھڑا کریگا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا نے جو حکم اُسے دیا اس نے اس پر عمل نہیں کیا۔ تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے بے شک ہمیں نے پانی برسایا۔ پھر ہمیں نے زمین کو چیرا پھاڑا۔ پھر ہمیں نے اس میں اناج اگایا اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور چارا یہ سب کچھ تمھارے اور تمھارے چارپاؤں کے فائدے کے لیئے بنایا۔

پھر فرماتا ہے۔ ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا و بث فیھا من کل دابۃ و تصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایٰت لقوم یعقلون ۞ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ ۞ (بقرہ - ع) بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر چلتے ہیں اور مینہ میں جسکو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں

میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک بناتے اور ان سے خدا کی سی محبت کرنے لگتے ہیں لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوست دار ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی صدیوں میں جو کارہائے نمایاں مسلمانوں نے کیئے اُن کی محرک اسی قسم کی آیات تھیں۔

قرآن شریف کی برکات کے متعلق مرگولیتھ کی شہادت

مرگولیتھ صاحب ترجمۂ قرآن مصنفہ راڈویل کے دیباچے میں یوں رقمطراز ہیں:

" قرآن شریف کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے ایک نئی علمی اور فلسفیانہ تحریک کی بنا ڈالی ہے جس نے قرونِ وسطیٰ میں یہود اور نصاریٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ اور مہذب ترین دماغوں پر زبردست اثر ڈالا ہے۔ اسلامی دنیا کی ترقیٔ عامہ کی یہ رفتار کسی نہ کسی وجہ سے رُک ضرور گئی ہے۔ لیکن علمی تحقیق سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ فضلائے یورپ کو فلسفہ یونان ریاضی ہیئت اور دیگر علوم کا جو علم کئی صدیوں تک حاصل رہا۔ اگر موٹے الفاظ میں لکھا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ سب لاطینی کتابوں سے لیا گیا تھا اور یہ لاطینی کتابیں عربی کتب کا ترجمہ تھیں اور عربوں یا انکے رفیقوں کو ان علوم کے مطالعہ کی طرف جو رجحان پیدا ہوا وہ خواہ بالواسطہ ہی ہو قرآن شریف کی وجہ سے پیدا ہوا۔ تحقیق السنہ۔ نظم۔ اور ادب کی دوسری شاخیں بھی قرآن شریف کی اشاعت کے ساتھ ہی کتم عدم سے عالم ظہور میں آئیں اور اس علمی تحریک کا نتیجہ ذہانت اور علم و فضل کی اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیفات ہیں۔"

مسلمانوں کے زوال کی وجہ

مجھے مرگولیتھ صاحب کے ساتھ اس امر میں اتفاق ہے کہ اسلامی دنیا کی ترقی (جو اس قدر عظیم الشان جلال اپنے اندر رکھتی تھی) کسی نہ کسی طرح سے رُک ضرور گئی ہے مگر اس رکاوٹ کی وجہ بھی اگر ایمان داری سے پڑتال کی جائے تو یہی نکلے گی کہ مسلمان کہلانے والی قومیں اسلام کے صراط مستقیم سے علیحدہ ہو گئی ہیں نہ کہ خود پیروئی دینِ اسلام۔ جیسا کہ پادری زویمر اور بعض دیگر اشخاص کا خیال ہے۔ یہ امر اسلامی ریاستوں مثلاً ٹرکی، ایران۔

مصر۔ مراکش۔ کی حالت پر نظر کرنے سے بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ پچھلی تین یا چار صدیوں کے اندر ان ریاستوں کے عمّال اور اہلکاروں کی حالت بگڑتے بگڑتے یہانتک نوبت پہنچی کہ کہاں تو اُنکا چلن اپنے آباء و اجداد کے اصول کے مطابق تھا جبکہ مسلمان اسلامی قوانین کے پابند تھے اور اسی وجہ سے دنیا کے اُستاد بن گئے تھے اور کہاں یہ حالت ہو گئی کہ اُنکے ہر قول و فعل میں کمزوری اور خرابی نے جگہ لے لی۔ رعایا کا اتنا قصور نہیں ہے جتنا کہ مسلمان حکام کا ہے بلکہ رعایا میں اکثر آدمی اسوقت بھی ایسے موجود ہیں جنہوں نے اپنے دین کی سادگی اور جوشیلے پن کو اسوقت تک قائم رکھا ہے۔

مسلمانوں کی طرزِ زندگی کا یورپینوں کی طرزِ زندگی سے مقابلہ

یہ سچ ہے۔ کہ اِس زمانہ میں اوسط درجہ کے مسلمان کا طرز زندگی اکثر حالات میں اوسط درجہ کے یوروپین سے بڑھکر ہے۔ اُسکے عادات میں زیادہ صفائی اور زیادہ باقاعدگی پائی جاتی ہے۔ اُس کا دل شفقت اور مہمان نوازی سے معمور ہے۔ وہ دنیاوی منافع کی حرص و آز میں گرفتار نہیں ہے۔ وہ لہو و لعب کا دلدادہ نہیں ہوتا۔ باوجود اُن تمام باتوں کے جو مَیں نے مغرب مَیں دیکھیں اور جنکو تہذیب کی برکات کہا جاتا ہے۔ مَیں صدق دل سے کہتا ہوں۔ کہ مجھے تو مشرق کے سیدھے سادے اور غریب مسلمان کی زندگی عزیز ہے۔ کیونکہ اگر قرآن شریف کی روشنی میں اِس زندگی کو دیکھا جائے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اشرف اور اقرب الی اللہ ہے۔ یہ زندگی کیا جسمانی طور سے اور کیا روحانی طور سے نام کی مہذب مگر حقیقۃً عیش پسند اقوام کی زندگی سے ہزار درجہ بڑھکر صحت بخش ہے۔

موجودہ دنیا کے اعمال کی جو گھنونی تصویر انگلستان کے ملک الشعرا لارڈ ٹینی سن آنجہانی نے مندرجہ ذیل اشعار میں کھینچی ہے۔ اُس سے بڑھکر اور کوئی کیا تصویر کھینچیگا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ لارڈ موصوف پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ وہ تنگ ظرف تھے۔ یا اُنہیں حبّ وطن نہیں تھی۔ اور یہ بھی واضح رہے۔ کہ جس زمانہ میں ٹینی سن نے یہ الفاظ لکھے تھے۔ آجکل کی تہذیب اُس سے بدرجہا زیادہ ناقص ہے۔ اور ہر ایک پاک۔ اور

آزاد روح کی دلی خواہش یہی ہے۔ کہ تہذیب کے ان خوفناک بندھنوں کو توڑ ڈالے۔ اور اسی خواہش نے ہمارے شاعرِ رنگیں بیان سے مندرجہ ذیل شعر لکھوائے ہیں۔

اشعار

۱۔ آہ کس طور سے بگڑا ہے جہاں کا نقشہ ٭ اسمیں ڈھونڈے سے بھی سچا نہیں کوئی ملتا
۲۔ مفز کھاتے ہیں مرا خوب کمینے پاجی ٭ جن کی گھٹی میں گویا جھوٹ کی پڑیا ہے پڑی
۳۔ بطخوں کی طرح قاقادہ کیئے جاتے ہیں ٭ انکی بدگوئیوں سے کان پھٹے جاتے ہیں
۴۔ جی میں آتا ہے کہ مسکن ہو بیاباں میرا ٭ گرچہ ہوجائے تبہ عیش کا ساماں میرا
۵۔ ان کمینوں کے تو حلقے سے نکل جاؤں میں ٭ ایک دم صحبت دُدناں سر اماں پاؤں میں
۶۔ چپ ہوں۔ ہاں۔ دیکھ کے فطرت سے ہیں اپنی مجبور ٭ یہی دنیا میں کمینوں کا رہا ہے دستور
۷۔ جھوٹ کی راہ میں رکھتے ہیں قدم یوں بڑھکر ٭ جیسے سنڈاس پہ گرتا ہے مگس کا لشکر

ترجمہ از ماڈ ۴۔ ۹

مجھے یہ دعویٰ نہیں ہے۔ کہ مسلم اقوام خود غرضی۔ بخل۔ حرص وغیرہ کی کمزوریوں میں مبتلا نہیں۔ .... ہاں یہ ضرور کہتا ہوں۔ کہ یکسر دریا حکام اور عہدہ داروں تک محدود ہیں۔ اور مغربی دنیا میں حرص نے ہر ادنیٰ اور اعلیٰ کے دلمیں ڈیرہ جما رکھا ہے الاماشاءاللہ۔ تاہم یہ بات اکثر اوقات سُننے میں آئی ہے۔ کہ عیسائی ممالک میں بھی غریب لوگ ہی صدقہ خیرات زیادہ کرتے ہیں۔

اب پھر مَیں پادری زویمر کی نکتہ چینی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پادری صاحب کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات خدا تعالیٰ کی روحانی صفات کے متعلق تو بالکل صحیح تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی اخلاقی صفات کے متعلق آپ کے خیالات غلط تھے۔ پادری صاحب نے نتیجہ تو نکال لیا۔ لیکن اِس کے ثبوت کے لیئے قرآن شریف کے ایک لفظ کا بھی حوالہ نہ دیا۔ برعکس اِسکے اُنہوں نے بعض ناواقف اور متعصب یوروپین مصنفین کی عبارتوں کو کھلے دل سے نقل کیا ہے۔ حالانکہ وہ قرآن شریف کے مغز سے

پادری زویمر نے اپنے اعتراض کی تائید میں اسلام کی
سب سے متعصب مصنفین کی عبارتیں [illegible]

ایسے بے خبر ہیں۔ جیسا کہ خود پادری صاحب۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ یہ پادری صاحبان جب اسلام کی توضیح کرنے یا اسلام کے برخلاف لکھنے بیٹھتے ہیں۔ تو اہل مغرب کی خوش اعتقادی سے عجیب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

پادری صاحب کا اسلام کی کتب مقدسہ سے ایک بھی حوالہ نہ دینا صاف بتاتا ہے۔ کہ اِس دشمنِ اسلام کا کبھی بھی یہ ارادہ نہیں ہُوا۔ کہ انصاف سے کام لے۔ پادری صاحب نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ اُنکی کتاب کے پڑھنے والے اُلو ہیں۔ اور اُن میں اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کا ذرا بھی مادہ نہیں۔ عیسائی پادریوں کے معمول کے برخلاف مَیں اب خداوند تعالیٰ کے متعلق وہ خاص تصورات پیش کرتا ہوں۔ جن کو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اور اپنے بیان کو قرآن کریم یا حدیث نبوی سے ثابت کروں گا۔ اسلام نے جو خدا تعالیٰ کی تصویر کھینچی ہے۔ وہ اشرف۔ اعلیٰ۔ نہایت حسین۔ محبت آمیز۔ موافقِ عقل اور غیر متناقض ہے۔ اسی سبب سے دلِ انسان پر زبردست اور بلاواسطہ اثر ڈالتی ہے۔ بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ دماغوں پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہتی۔ اور چونکہ وہ حُسن و محبت کا سرچشمہ ہے۔ اسلیئے قلب پر بھی اپنا سِکّہ جماتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کا تصور قرآن مطابق عقل کے

انسان کے دل پر نقش بٹھانے کے لیئے ضرور ہے۔ کہ یہ تصویر موافقِ عقل ہو۔ فقط نگاہِ اولین میں نہیں۔ بلکہ بعد کی تحقیقات اور تفصیلی واقفیت ہونے پر بھی خلافِ عقل نہ نکلے۔

خدا کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں

سچے مسلمان کے سامنے خدا فی الحقیقت موجود ہے۔ لیکن ایسے طریق پر جسکو اصنام یا معبودانِ مصنوعی کے پرستار نہیں سمجھ سکتے۔ مسلمانوں نے جو نہایت ہی ولولہ انگیز نظمیں لکھی ہیں۔ وہ ہمیشہ خدا کی حمد۔ خدا کی محبت۔ اور جاں نثاری میں لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ وہ اعلیٰ ذات اُنکو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ جی چاہتا تھا۔ کہ اس جگہ بعض ایسی نظموں کو درج کروں۔ لیکن اس مضمون میں اُسکی گنجائش نہیں۔

اب مَیں قرآن شریف سے بعض آیات اور اقتباسات نقل کرتا ہوں۔ جنسے خدا تعالیٰ کی

خدا تعالیٰ کی صفات قرآن کریم میں

حکمت ـ حسن ـ قدرت اور رحم کا کسی قدر تصوّر ہو سکیگا ـ

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم ـ اَلحمدُ لِلّٰہِ ربّ العٰلمین ـ الرّحمٰن الرّحیم مٰلکِ یوم الدّین ـ شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بلا مبادلہ رحم کرنیوالا اور نیکیوں کا بڑھ چڑھ کر بدلہ دینے والا ہے ـ سب تعریف خدا ہی کے لئے ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے اور بلا مبادلہ رحم کرنیوالا اور نیکیوں کا بڑھ چڑھ کر بدلہ دینے والا ہے اور جزاء سزاء کے دن کا مالک ہے ـ

اللہ لا الٰہ الّا ھو الحیّ القیّوم ہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ط لہٗ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من ذا الّذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ ط یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ج ـ ولا یحیطون بشیٍٔ من علمہٖ الّا بما شاء ج وسع کرسیّہ السمٰوٰت والارض ج ولا یؤدہٗ حفظھما ج وھو العلیّ العظیم ہ (بقرہ ـ ع ۳) اللہ وہ ہے کہ اُسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندہ رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے ـ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند ـ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے کون ہے کہ اسکی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے ـ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے ـ اور لوگ احاطہ نہیں رکھتے اُس کے علم میں سے کسی بات کا مگر جس کا وہ خود چاہے ـ اُسکا علم آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور ان دونوں کی حفاظت اُسے نہیں تھکاتی ـ اور وہ بہت بلند شان والا اور بہت بڑائی والا ہے ـ

ھو اللہ الخالق البارئ المصوّر لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض ج وھو العزیز الحکیم ہ (الحشر رکوع ۳)

وہ اللہ تمام مخلوقات کا خالق ـ ایجاد و اختراع کرنے والا اور صورتیں بنانیوالا ہے ـ اُسکے سب اچھے اچھے نام ہیں جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسکی تسبیح کرتی ہے اور

وہ غالب حکمت والا ہے۔

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ وہ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ کوئی اُس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السمٰوٰت والارض والطیر صٰفّٰت کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ واللہ علیم بما یفعلون۝ وللہ ملک السمٰوٰت والارض والیہ المصیر (نور - ع) کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی۔ اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

آیات مندرجہ بالا سے خداوند تعالیٰ کی علوِ شان۔ طاقت۔ جلال اور اُس کا لیس کمثلہ شیئٌ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اب ذیل میں وہ آیات اور خدا تعالیٰ کے وہ اسماء درج کیئے جاتے ہیں۔ جنسے یہ بات واضح طور سے معلوم ہوسکے گی۔ کہ خدا تعالیٰ محبت کرنیوالا ہے۔ اور اُسکی محبت ہر ایک چیز پر حاوی ہے۔ اوّل ہم اسماء الحسنیٰ کو لیتے ہیں۔

اسماء الٰہی جن سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت ظاہر ہوتی ہے

ربّ العٰلمین۔ جس کا ترجمہ عام طور پر پروردگار عالم کیا جاتا ہے حقیقت میں اُسکے معنی ہیں وہ ہستی۔ جو اپنی مخلوق کو پیدا کرتی ہے۔ اور اُنکی قدرتی رویدگی یا نشوونما کے تمام مدارج میں قیام کا باعث ہے۔ اگر عربی کے لفظ ربّ کا مقابلہ عبرانی زبان کے لفظ اَبْ سے کیا جائے۔ تو ربّ میں قدرتاً اور نیز ازروئے عقل تسلسل پایا جاتا ہے۔ جو اَبْ میں نہیں پایا جاتا۔ اَبْ میں صرف ایک ب ہے۔ اور ربّ میں بائے مشدّد ہے۔ یعنی ایسی ب جو کسورِ متوالی کی طرح سے جاری ہے۔ اب اُن ناموں پر بھی نظر ڈالو جو عام طور سے لفظ اَب کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں۔ یہ جو نام

کے مہذب ممالک ہیں۔ انہیں تو باپ کا کام صرف تو الد تک ہی محدود سمجھا جا سکتا ہے۔ اور جنین ...... یا طفل ہونے کی حالت میں جو ترقی و نشو و نما در کار ہے۔ اُس کے لیئے باپ کے وجود کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ برخلاف اِسکے رب کا وجود نشو و نما کے تمام مدارج کے لیئے لازم و فرض ہے۔ پس اسلامی لفظ رب کے اندر لفظ اب خود بخود آ جاتا ہے۔ بلکہ معنی کے لحاظ سے اب سے بدرجہا اولیٰ ہے۔ اِس میں وہ معنی بھی شامل ہیں۔ جو لفظ والدین سے سمجھے جاتے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی بہت کچھ بڑھکر۔

الرحمٰن۔ اللہ تعالےٰ کے اِس نام کا ترجمہ انگریزی میں عموماً دی مرسی فل کیا جاتا ہے۔ لیکن عربی زبان کی زمین میں جو نہایت زرخیز اور مالا مال ہے۔ حاصل معانی کی کچھ کمی نہیں۔ اس زبان کی لغت میں اسکے اور بہت سے معانی ہیں۔ جن سے خالق اور مخلوق کے بہت گہرے تعلق پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ لفظ رحم سے نکلا ہے۔ جسکے معنے ہیں۔ شفقت پدرانہ اور لفظ رَحم اور رِحم کا آپس میں ایک گہرا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کی صرف کے لحاظ سے جن الفاظ کے حروف ایکسے ہی ہوں۔ اُن کا آپسمیں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اور اُنکے معانی ایک دوسرے پر اثر بھی ڈالتے ہیں۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ رَحم اور رِحم میں صرف زبر و زیر کا فرق ہے۔ اسلیئے راحم کے معنے ہونگے پدرانہ شفقت رکھنے والا۔ رحمٰن اس سے اسم مبالغہ ہے جس کے معنے ہیں۔ سب سے بڑھکر شفقت اور محبت کرنیوالا۔

الرحیم۔ اِس لفظ کا مادہ بھی وہی لفظ رحم ہے۔ اسکے معنے ہیں۔ وہ شخص جو والدین کی سی محبت کرے۔ اور رحمان جو خدا تعالیٰ کا دوسرا نام ہے۔ اُس میں رحم کی خاصیت رحیم سے بڑھ کر پائی جاتی ہے۔ کیونکہ عربی میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ کسی لفظ کے آگے اور حروف بڑھانے سے اُس کے معنے میں بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ پس رحمان کے معنے ہوئے۔ **سب سے بڑھکر محبت کرنیوالا**۔ اور چونکہ ایسی محبت کرنیوالی صرف ایک ہی ذات ہے۔ اسلیئے اِس کا اطلاق خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی

پر نہیں ہوسکتا۔ اسلام میں کسی اور کو رحمان کہنا کفر ہے۔ ماں باپ کو بھی رحیم کہہ سکتے ہیں۔ لیکن رحمان ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

الودود۔ اللہ تعالیٰ کے اِس نام کا مادہ ود ہے اُسکے معنے محبّت کے ہیں۔ پس ودود کے معنے ہوئے **نہایت محبت کرنیوالا**۔ یہ نام بھی خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی پر نہیں بولا جاتا۔

الحنّان۔ یہ نام حنین یا انین سے مشتق ہے۔ اِس نام سے رونے کی آواز کی نقل مقصود ہے۔ مثلاً (۱) حالتِ غم میں (۲) اُس تڑپ میں جو ماں کو اپنے بچّے کیلئے ہوتی ہے۔

ہر ایک نام کی الگ الگ تشریح کرنے میں بڑا وقت خرچ ہوگا۔ اسلیئے مَیں اللہ تعالیٰ کے بعض دیگر اسماء کے معنے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

الرّؤف۔ بمعنے نرم دل۔ مہربان۔

القدوس۔ بمعنے پاک۔ السلام۔ سلامتی دینے والا۔ الجبار۔ مصیبت کے وقت مدد دینے والا۔ الجمیل۔ حسین۔

اللہ تعالیٰ کے اِن اسماء سے ثابت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے متعلق جو تصوّر اسلام نے دلایا ہے۔ وہ اعلیٰ اور اشرف ہے۔ مسلمان خدا تعالیٰ کو منعم اور محبّ سمجھتے ہیں۔ اور وہی ایک ذات ہے۔ جو حمد۔ شکر۔ محبت اور فرمانبرداری کے لائق ہے۔

اب مَیں قرآن کریم سے وہ آیات نقل کرتا ہوں۔ جنسے اِن خیالات کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

آیات قرآنی در بارہ رحمت ربانی

قل الحمد لِلّٰه وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ ءآللہ خیر اما یشرکون ۝ امن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السماء ماءً فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ءالٰہ مع اللہ بل ھم قوم یعدلون ۝ امن جعل الارض

قرارا وجعل خللها انهرا وجعل لها رواسی وجعل بین البحرین
حاجزا ء اله مع الله بل اکثرهم لا یعلمون ○ امن یجیب
المضطر اذا دعاه ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض
ء اله مع الله قلیلا ما تذکرون ○ امن یهدیکم فی ظلمت
البر والبحر ومن یرسل الریح بشرا بین یدی رحمته ء اله مع
الله تعلی الله عما یشرکون ○ امن یبدؤا الخلق ثم یعیده
ومن یرزقکم من السماء والارض ء اله مع الله قل هاتوا
برهانکم ان کنتم صدقین ○ (نمل - ع ۵)

کہدو کہ سب تعریف خدا ہی کے لیئے ہے اور اُسکے بندوں پر سلام ہے جنکو اُس نے چُن لیا۔ بھلا خدا اچھا ہے یا وہ جنکو یہ خدا کا شریک بناتے ہیں۔ بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور کس نے تمہارے لیئے آسمان سے پانی برسایا اور کس نے اس سے سرسبز باغ اُگائے۔ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم انکے درختوں کو اُگاتے (یہ سب کچھ خدا نے کیا) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ راستہ سے الگ ہو رہے ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اُس کے بیچ نہریں بنائیں اور کس نے اُسکے لیئے پہاڑ بنائے۔ اور کس نے دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ خدا نے بنایا) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے۔ بھلا کون ہے جو بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور کون تکلیف کو دُور کرتا ہے اور کون تمکو زمین میں اگلوں کا جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو۔ بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا اور کون ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کرتا ہے) تو کیا خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہو سکتا ہے (ہرگز نہیں) یہ لوگ جو جو شرک

کہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے۔ بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہی پھر کون اُسکو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور کون تمکو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہی (یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کرتا ہے) تو کیا خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تاكلون ٥ ولكم فيها جمال حين تريحون وحين تسرحون ٥ وتحمل اثقالكم الى بلد لم تكونوا بلغيه الا بشق الانفس ٥ ان ربكم لرءوف رحيم ٥ والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة ٥ ويخلق مالا تعلمون ٥ وعلى الله قصد السبيل ومنها جائر ولوشاء لهدكم اجمعين ٥ هو الذى انزل من السماء ماء لكم منه شراب ومنه شجر فيه تسيمون ٥ ينبت لكم به الزرع والزيتون والنخيل والاعناب ومن كل الثمرات ٥ ان فى ذلك لاية لقوم يتفكرون ٥ وسخر لكم اليل والنهار والشمس والقمر ٥ والنجوم مسخرات بامره ٥ ان فى ذلك لايت لقوم يعقلون ٥ وماذرا لكم فى الارض مختلفا الوانه ٥ ان فى ذلك لاية لقوم يذكرون ٥ و هو الذى سخر البحر لتاكلوا منه لحما طريا وتستخرجوا منه حلية تلبسونها ٥ وترى الفلك مواخر فيه ولتبتغوا من فضله و لعلكم تشكرون ٥ والقى فى الارض رواسى ان تميد بكم و انهرا وسبلا لعلكم تهتدون ٥ وعلمت ٥ وبالنجم هم يهتدون ٥ افمن يخلق كمن لا يخلق ٥ افلا تذكرون ٥ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ٥ ان الله لغفور رحيم ٥ (النحل ع ۲)

اور چارپایوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا۔ ان میں تمھارے لیئے گرم لباس اور

بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور جب شام کو انہیں جنگل سے لاتے ہو اور جب صبح کو جنگل چرانے لیجاتے ہو تو اُن سے تمہاری عزت وشان ہے۔ اور دُور دراز شہروں میں جہاں تم زحمت شاقہ کے بغیر نہیں پہنچ سکتے وہ تمہارے بوجھ اُٹھا کر لیجاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار نہایت شفقت والا اور مہربان ہے اور اُس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کیئے تاکہ تم انپر سوار ہو اور وہ تمہارے لیئے رونق وزینت بھی ہیں۔ اور اور بھی چیزیں پیدا کرتا ہے جنکی تم کو خبر نہیں۔ اور سیدھا راستہ تو خدا تک پہنچتا ہے اور بعض راستے ٹیڑھے ہیں وہ اُس تک نہیں پہنچتے۔ اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے راستہ پر چلا دیتا وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم پیتے ہو اور اُس سے درخت بھی شاداب ہوتے ہیں جن میں تم چارپایوں کو چراتے ہو۔ اُسی پانی سے وہ تمہارے لیئے کھیتی اور زیتوں اور کھجور اور انگور اور اور بے شمار درخت اُگاتا اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے **تدبر کرنیوالوں کے لیئے** اس میں قدرتِ خدا کی بڑی نشانی ہے اور اُسی نے تمہارے لیئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا اور اُسی کے حکم سے ستارے بھی تمہارے زیر فرمان ہیں۔ **سمجھنے والوں کے لیئے** اسمیں قدرتِ خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور جو طرح طرح کے رنگوں کی چیزیں اُس نے زمین میں پیدا کیں سب تمہارے زیر فرمان کردیں۔ **یاد رکھنے والوں کے لیئے** اس میں بڑی نشانی ہے۔ اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اُس سے زیور۔ موتی وغیرہ نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں اور اسلیئے بھی دریا کو تمہارے اختیار میں کیا کہ تم خدا کے فضل سے معیشت تلاش کرو اور تاکہ اُسکا شکر کرو۔ اور اُسی نے زمین پر پہاڑ بنا کر رکھدیئے

اور نہریں اور راستے بنا دیئے تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور راستوں میں نشانات

بنادیئے اور لوگ ستاروں سے بھی راہ پاتے ہیں۔ تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اُسکی مانند ہوسکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتا۔ پھر تم کیوں غور نہیں کرتے۔ اور اگر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اگر ہم آخر کی سات آیتوں پر تدبّر کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ انمیں ہماری شکرگذاری اور ہماری عقل کے احساس کی طرف اپیل کی گئی ہے۔ یعنی ہمیں چاہیئے۔ کہ محبّت کریں تو خدا سے تعریف کریں تو خدا کی۔ شکر کریں تو خدا کا۔ اور عبادت کریں تو خدا کی۔ کیونکہ یہی صراط مستقیم ہے۔ خدا کے ساتھ کسی اور معبود یا مخلوق چیزوں کو شریک نہ کریں۔ ہر ایک آیت میں جن الفاظ کو جلی کردیا گیا ہے۔ ناظرین اُنہیں غور سے پڑھیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ان الفاظ میں ایک عجیب و غریب ترقیِ خیالات پائی جاتی ہے جو ہماری محبت اور شکرگذاری کے جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے۔

اوّل اِس بات کو سمجھنے کے لیئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے کسقدر محبت کرتا ہے۔ اور کسقدر ہماری حفاظت کرتا ہے۔ ہم سے یہ چاہا گیا ہے۔ کہ ہم اس بات پر تدبّر کریں۔ کہ اُس نے ہماری ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیئے کس فراخدلی سے سامان مہیا کیئے ہیں۔ اِس سے ہم میں سمجھ پیدا ہوگی (جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے احسانات کو سمجھ لیا ہے۔ اور اِس رشتے کو سوچ لیا ہے جو خالق اور مخلوق میں ہے) تدبّر کرنے اور سمجھ لینے کے بعد ہم سے کہا گیا ہے۔ کہ ہم اس بات کو یاد رکھیں (تاکہ ہماری طاقتِ فہم تازہ رہے۔ اور اس کا ایک ذریعہ عبادت ہے) اور اگر ہم خدا تعالےٰ کے احسانات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ تو ہمارے دلوں میں شکر کا احساس پیدا ہوگا اور ہم شکرگذار بندے بنجائیں گے۔

پھر جسوقت ہم کو خدا تعالیٰ کی شکرگذاری کی عادت پڑجائیگی۔ تو وہ ہمیشہ ہماری روح کی رہنمائی کریگا۔ بعینہٖ جس طرح سورج چاند ستارے۔ پہاڑ۔ دریا۔ اور راستے دنیاوی سفر میں ہماری رہبری کرتے ہیں۔ اور آخر کار ہم کو غور و خوض

کی دعوت دی گئی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ جب ہم تدبّر کر چکیں گے اور سمجھ لینگے۔ اور سمجھ لینے کے بعد یاد رکھینگے۔ اور اس طرح شکر گذار بندے بنجائینگے۔ اور ہماری روح کی رہنمائی کیجائے گی۔ تو ہماری سب سے بڑی خوشی اِسی بات میں ہوگی۔ کہ اُس رشتے اور تعلق پر غور کریں۔ جو ہمارے اور ہمارے خدا۔ ہمارے خالق۔ ہمارے رب اور ہمارے قیوم خدا کے درمیان ہے۔

اگر ہم اِس۔ حال پر یکجائی نظر ڈالیں۔ تو اِس سے بڑھ کر اور کونسی بیوقوفی ناشکری اور نا انصافی ہوگی۔ کہ ہم حضرت عیسیٰ مسیحؑ یا کسی اور بزرگ کو خدا تعالےٰ کا قائم مقام قرار دیں۔ بلکہ مَیں یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر ہم میں ہمارے دنیاوی باپوں کے لیئے ذرّہ بھی ادب یا محبت ہو۔ تو انکی بجگہ بھی ہم اور کسی کا نام نہیں لیتے چہ جائیکہ خداوندِ عالم و عالمیان کے جلالی تخت کے اوپر انسانوں کو بٹھائیں۔ خواہ وہ انسان کیسے ہی پاک اور برگزیدہ ہوں۔ اسی لیئے قرآن شریف میں لکھا ہے الٰھکم اللہ واحدٌ یعنی تمہارا معبود ایک ہی خدا ہے۔ ایک اور جگہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ذرنی ومن خلقت وحیدا ۙ وجعلت لہ مالا ممدودا ۙ وبنین شھودا ۙ ومھدت لہ تمھیدا ۙ ثم یطمع ان ازید ۙ (المدثّر) ہمیں اُس شخص سے سمجھ لینے دو جسکو ہم نے اکیلا پیدا کیا اور مال کثیر دیا اور ہر وقت حاضر رہنے والے بیٹے دیئے اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دی۔ ابھی طمع رکھتا ہے کہ اور زیادہ دیں۔

کسی شخص کو خدا تعالیٰ کا قائم مقام مقرر کرنا حماقت ہے

مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنیوالے انعامات کا انحصار گذشتہ الطاف کے سمجھنے پر ہے۔ مثلاً محبّت۔ اطاعت یا خدمت پر۔ اس خیال کو ایک لطیف نظم میں بھی ادا کیا گیا ہے۔ جسکا سر ایڈون آرنلڈ نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔

اب پادری زویمر صاحب نے اس نظم کو پڑھا ہوگا۔ اب وہ اس نظم کے جواب میں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے جواب جسکو مَیں ذیل میں حدیث سے

؎ سورہ نحل ع

نقل کرتا ہوں کیا کہیگا - اللّٰھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الیک ترجمہ اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا کر اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور مجھے ایسے اعمال کی محبت عطا فرما جن سے تو راضی ہو جائے -

خدا کرے کہ پادری زویمر اپنی جہالت سے نکلے کیونکہ جہالت تمام برائیوں کی جڑھ ہے کاش کہ پادری صاحب اور انکے دوست تدبر کریں سمجھیں اور پھر اس کو یاد رکھیں اور تہذیب کی وہ روشنی جو ہم انکو پہنچا رہے ہیں اس کے لئے ہمارے شکر گذار ہوں - کاش وہ دوسرے مسلمانوں کے پاکیزہ خیالات پر بھی غور کریں جو آج سے ہزار سال پہلے نہایت پُرلطف نظموں کی شکل میں ظاہر کئے گئے ہیں ان نظموں کے پڑھنے سے ظاہر ہو گا کہ اسوقت مسلمانوں کا خیال خداوند تعالیٰ کی ذات وصفات کی نسبت خالص ترین محبت سے مملو تھا اور ان میں بداخلاقی کا شائبہ تک نہ تھا (جیساکہ پادری زویمر صاحب اور دوسروں کا گمان ہے)

اسلام کی عملی تعلیم

خدا تعالیٰ کی ان احسن اور اجمل صفات کو ہمارے سامنے پیش کرنے کے بعد اسلام ہم سے چاہتا ہے کہ ہم عملی زندگی میں خدا تعالیٰ کی ان صفات کا رنگ اپنے اندر پیدا کریں - ہم سے یہ چاہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ان خوبصورت ناموں کا اپنے وجود کے اندر اظہار کریں - صفات ذاتی کی حیثیت میں نہیں بلکہ عملی اخلاق کی حیثیت میں پس ہمیں چاہیے کہ ایسے اخلاق پیدا کریں جو خدا کے ان خوبصورت ناموں کے ساتھ تطابق رکھتے ہوں ہمیں لازم ہے کہ مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرنے میں رب - رحمٰن اور رحیم و دود - قدوس اور ملک کی صفات کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کریں - اور وہ بھی تواضع اور فروتنی کے ساتھ - کیونکہ جو کچھ بھی ہم مخلوق کی بھلائی کے لئے کریں گے وہ خدا تعالیٰ کے جود و کرم کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا انسان کے لئے خدا تعالیٰ کے انعاموں کا شکریہ ادا کرنے کا ایک بھاری ذریعہ یہ ہے - کہ وہ مخلوق خدا کی خدمت کرے - اور بڑے سے بڑا کام جو کوئی سعید روح کر سکتی ہے وہ اس انعام کے مقابلہ میں جو خدا کی طرف سے اس کو ملا ہے کچھ بھی نہیں - پس کوئی وجہ نہیں - کہ ہم تکبر کریں -

تخلقوا باخلاق اللہ کا حکم

جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے (۱) احسن کما احسن اللہ الیک۔ تو احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے (۲) صبغة اللہ و من احسن من اللہ صبغة ونحن لہ عٰبدون (بقرہ ع ۱۶) کہدو کہ ہم نے خدا کا رنگ اختیار کر لیا اور خدا سے اچھا رنگ کس کا ہوسکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں:۔

پس کسی مسلمان کو پانی کا پتسمہ پانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب پر الٰہی صفات کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں کو پاکر انکو بجا لاتا ہے۔ اور اس حدیث نبوی پر عمل کرتا ہے تخلقوا باخلاق اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اندر پیدا کرو اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی تحمید و تسبیح کریں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔ مثلاً اللہ جمیل یحب الجمال۔ یعنی اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اللہ رفیق یحب الرفق اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور وہ نرمی کو پسند کرتا ہے اللہ نظیف یحب النظافة اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکیزگی کو پسند کرتا ہے پس ایک سچے مسلمان کی زندگی حسن حلم اور طہارت کی زندگی ہے اور قرآن شریف ہمیں بتاتا ہے۔ کہ واللہ یحب الصابرین۔ یعنی اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔ ان اللہ یحب المحسنین اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔ پھر سورہ آل عمران رکوع ۴ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ط ان اللہ غفور الرحیم ترجمہ اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اخلاق الٰہی کے ساتھ اسمائے الٰہی ذکر کی حکمت۔

خدا تعالیٰ کی صفات سے متخلق ہونے کے خیال کو قرآن شریف میں اسقدر وسعت دی گئی ہے کہ جہاں کوئی امر یا نہی بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی اس موقع کے مناسب حال خدا تعالیٰ کے اسماء بھی مذکور ہیں۔ مثلاً (۱) لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول

الا من ظلم وکان اللّٰہ سمیعًا علیمًا (نساء ع ۲۱) یعنی خدا تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو پکار کر اور کھلے طور پر بُرا کہے سوا ایسے شخص کے جو مظلوم ہو اور خدا تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللّٰہ کان عفوا قدیرا (نساء - ع ۲۱) اگر تم لوگ بھلائی ظاہر کر کے کرو گے یا چھپا کر کرو گے یا برائی سے درگذر کرو گے تو خدا بھی **معاف کرنے والا اور صاحب قدرت ہے**

لئن بسطت الیّ یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللّٰہ رب العٰلمین ط (مائدہ ع ۵) اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے مجھ پر ہاتھ چلائیگا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا۔ مجھے خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔ یٰایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ ط واعلموا ان اللّٰہ غنی حمید - (بقرہ - ۳۷)

مومنو! پاکیزہ اور عمدہ مال جو تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں۔ ان سے راہ خدا میں خرچ کیا کرو اور اس بات کا ارادہ نہ کرنا کہ نکمی چیزیں دینے لگو کہ اگر وہ چیزیں تمہیں دیجائیں تو بجز اسکے کہ لیتے وقت آنکھیں بند کر لو ان کو کبھی نہ لو۔ اور جان رکھو کہ خدا غنی اور قابل ستائش ہے ؛

قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی واللّٰہ غنی حلیم (بقرہ ع ۳۶) جس خیرات کے دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دیجائے - اس سے تو نرم بات کہ دینی اور درگذر کرنا بہتر ہے اور خدا غنی اور بردبار ہے - آیات محولہ بالا سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے - کہ جب کبھی ہم کو کسی کے ہاتھ سے تکلیف پونچے - یا جب ہمنے کوئی نیکی کی ہو یا کسی شخص کے ہاتھ سے بدی دیکھکر ہمنے چشم پوشی کی ہو - تو مجموعی حالت میں (باستثنائے حالات نادر) ہمارا امن اور خاموشی سے گذارہ کرنا بہتر بات ہوتی ہے - وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ چونکہ علیم ہے - اس لئے ہمارے دخل دیتے کے بغیر بھی وہ ظالم کو بدی کا بدلہ اور نیکی کرنے والے کو نیکی کا عوض دے گا - میں تیرے قتل کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا - کیوں ؟ اسلئے - کہ میں خدائے رب العالمین سے

ڈرتا ہوں دیکھ معنوں کے لئے گذشتہ صفحات ملاحظہ ہوں قتل خالق اور قیوم رب کی سخت نافرمانی ہے

ناظریں غور کریں کہ اس آیت میں۔ انی اخاف اللہ رب العالمین کے الفاظ کیسی موزونیت کے ساتھ لائے گئے ہیں اور رب العالمین کی صفت کیسی مناسب موقع استعمال کی گئی ہے۔ قتل کرنا کیوں بُرا ہے۔ اس لئے کہ یہ رب العالمین کی صفت کے خلاف ہے اسی طرح ناظرین غور کریں کہ باقی احکام کے آخر میں بھی جو مندرجہ بالا آیات میں مذکور ہے۔ الٰہی صفات کیسی موزونیت کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں اور ہر آیت کے آخر میں وہی صفت بیان کی گئی ہے جسکا اس حکم سے تعلق ہے۔

قرانی تعلیم کا ایک خاصہ یہ بھی ہے۔ کہ اپنے متبعین کے دلوں پر محبت اور جرأت کے فوائد کو نقش کرتی ہے حسب توفیق ہر شخص پر لازم ہے کہ صدقہ و خیرات دے۔ مسلمانوں کو تاکیدی حکم ہے کہ بڑی اشیا ر خیرات میں نہ دیں۔ مثلاً ایسی اشیا جو اگر ہم کو دیجاویں۔ تو ہم ناک چڑھاویں۔ یہ اس لئے۔ کہ خیرات کی اصل روح ہم سے مفقود نہ ہوجائے۔ نیز اس لئے۔ کہ خدا تعالیٰ چونکہ غنی اور قابل ستائش ہے اسکے نام پر نکمی چیزوں کا دینا کمینہ پن اور نالائق ہے۔ اسی طرح ہمکو لازم ہے۔ کہ خیرات مانگنے والوں پر رحم کریں اور اُن کے ساتھ سخت کلامی سے پیش نہ آویں اور اسی خلق کریمانہ کا حکم بار بار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے باب میں بھی متواتر دہرایا گیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات میں خدا تعالیٰ کے مختلف صفات کے نام پر انسان کو اپیل کی گئی تھی لیکن ان آیات میں جنکو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ہمیں قرآن کریم کی ایک اور طرز کا پتہ لگتا ہے جس میں وہ پاک کتاب انسانکو وہ انعامات یاد دلاتی ہے جو خدا تعالیٰ اس پر کرتا ہے اور ہمکو ترغیب دیجاتی ہے کہ جیسا سلوک اللہ تعالیٰ ہم سے کرتا ہے اسی رنگ کا سلوک ہم خدا تعالیٰ کے بندوں سے کریں۔

(۱) الم یجدک یتیما فاوی۔ (۲) و وجدک ضالا فھدی (۳) و وجدک عائلا فاغنی۔ (ا) فاما الیتیم فلا تقھر۔ (ب) و اما السائل فلا تنھر (ج) و اما بنعمت ربک فحدث۔ ترجمہ (۱) بھلا اُس نے تمکو یتیم پاکر جگہ نہیں دی (۲) اور حق کا طالب دیکھا تو سیدھا راستہ دکھا دیا اور (۳) صاحب عیال

دیکھا تو غنی کر دیا تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا (ب) اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا (ج) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہنا:-

الم نجعل لہ عینین ۰ ولسانا و شفتین ۰ وھدینہ النجدین ۰ فلا اقتحم العقبۃ وما ادراک ما العقبۃ ۰ فک رقبۃ ۰ او اطعم فی یوم ذی مسغبۃ ۰ یتیما ذا مقربۃ ۰ او مسکینا ذا متربۃ ۰ (البلد)

بھلا ہم نے اسکو دو آنکھیں نہیں دیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دئے (یہ چیزیں بھی دیں) اور اُس کو خیر و شر کے دونو رستے بھی دکھا دئے تو وہ گھاٹی پر سے ہو کر نہ گذرا اور تو کیا سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے - کسی کی گردن کا چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا یتیم رشتہ دار کو یا فقیر خاکسار کو -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل اقوال میں بھی یہی رنگ پایا جاتا ہے -

ہمدردی مخلوق کی تحریک احادیث میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر الناس من ینفع الناس یعنی سب لوگوں سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے - ایک اور حدیث میں فرمایا - ان اللہ یقول یوم القیمۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین - قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ - یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمک وانت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلانا فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذالک عندی - یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی - قال یا رب کیف اسقیک وانت رب العالمین - قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما علمت انک لو سقیتہ لوجدت ذالک عندی - ترجمہ - قیامت کے دن اللہ تعالی فرمائے گا اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا اور تو میری بیمار پرسی کے لئے نہ آیا انسان کہے گا یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ تو بیمار ہو اور میں تیری بیمار پرسی کروں تو تو رب العلمین ہے

اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اسکی بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اسکی بیمار پرسی کے لئے جاتا تو مجھے اُس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھکو کھانا نہ دیا۔ انسان جواب دے گا کہ تو تو رب العالمین ہے میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اُسے کھانا نہ دیا۔ اسی طرح اللہ فرمائے گا کہ میں نے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا اور انسان کے تعجب پر فرمائے گا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہ پلایا۔

ان احادیث اور مندرجہ بالا آیات قرآنی سے ظاہر ہے کہ خدا کی مخلوقات کے ساتھ ہمدردی کرنا۔ خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ پس اسیطرح ایک مسلمان اپنی عملی زندگی میں خدا تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہو کر اور اُن انعامات کے شکریہ میں جو وہ خدا تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔ مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوا خدا تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرتا ہے اور اُس کے مقابل خدا تعالیٰ اس کی روح کو پاک کرتا۔ اُسکو نور عطا کرتا اور اُس کے درجہ کو بلند کرتا ہے۔ اور اس طرح خود اُس کے قریب آتا ہے یہانتک کہ انسان اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

انسان کس طرح قرب الٰہی میں ترقی کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کے احکام کا کامل اور مخلصانہ اتباع الٰہی اصطباغ کو کمال تک پہنچاتا ہے کیونکہ جب ہمارے افعال اسلامی شریعت کے مطابق اور خدا تعالیٰ کے منشا کے موافق ہوتے ہیں تو وہ الٰہی رنگ سے رنگین ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ تک ایک مسلمان کو اپنی سفلی خواہشوں کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اُسکے لئے یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت کردے۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ اس مرحلہ کو طے کر لیتا ہے اور اپنے نفس پر فتح پا لیتا ہے تو پھر اُس کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے اور اب خدا تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت کام کرنا اس کے لئے طبیعت ثانی ہو جاتا ہے۔ اپنی پہلی حالت کیطرف عود کرنا اب اُس کے لئے ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آگ میں داخل ہونا اور اُس کی ساری راحت اسلام کی پیروی ہی میں ہوتی ہے۔ اُس کی مرضی اب وہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے۔ یہی

مطلب ہے اُس حدیث کا جسمیں لکھا ہے کہ انسان نیکی کرتا ہوا خدا تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرتا جاتا ہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ اُس کی زبان ہوجاتا ہے۔جس کے ساتھ وہ بولتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں ہوجاتا ہے جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے۔ وما ینطق عن الھوی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے اسی طرح قرآن شریف میں بعض مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (اے محمد صلعم) جسوقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔(انفال۔ ع ۲) ایک اور جگہ فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (فتح۔ ع ۱) جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

روحانی ترقی کا کمال

ان آیات سے ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول۔فعل اور آپ کا ہاتھ گویا خدا کا ہی۔قول۔فعل اور ہاتھ تھا۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے اقوال اور افعال میں اُن کے پیروؤں کی اصلاح تزکیہ کے لئے ایک الٰہی طاقت اور برکت پائی جاتی ہے۔

اسلام کی صداقت کے زندہ گواہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسلام پر کوئی بھی ایسا زمانہ نہیں گذرا جبکہ اسمیں ایسے آدمی پیدا نہ ہوئے ہوں جو کہ صداقت اسلام کے زندہ گواہ تھے۔اس زمانہ میں جس شخص کا وجود اسلام کی سچائی کا زندہ ثبوت ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو نہ صرف خود اسلام کا ایک کامل نمونہ تھے بلکہ جنہوں نے ہزاروں آدمیوں کی اصلاح فرمائی اور انکا تزکیہ کیا۔

اسلام کے رو سے اللہ تعالیٰ نہ صرف القدوس اور الودود یعنی نہایت پاک اور محبت کرنے والا ہے بلکہ وہ العزیز اور العلیم یعنی زبردست اور سب سے زیادہ جاننے والا بھی ہے اسلئے جس قدر انسان پاک ہوتا ہے اُتنا ہی انکا علم بھی ترقی کرتا ہے اور اس کے ذریعہ عجیب در عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ

کے انبیاء کو خدائی کا درجہ دینے لگ جاتے ہیں :۔

قرآن شریف فرماتا ہے کہ اسلام کے ذریعہ اب بھی انسان قرب الٰہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا کی مقدس بارگاہ تک اب بھی خدا کے بندوں کو رسائی حاصل ہو سکتی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان لاتے اور استقامت اختیار کرتے ہیں اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے قرب کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ○ نحن اولیٰئکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ (حم السجدہ۔ ع ۴)۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اسی پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور جس بہشت کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ اُسکی خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی اس آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے کہ سچے مومن کو اسی دنیا میں جنت ملجاتا ہے اور اسی عالم میں اس کی جنتی زندگی شروع ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام سے روگردان ہو جاتے ہیں وہ نہ اس عالم میں جنت حاصل کرتے ہیں اور نہ آنے والے عالم میں ایسے لوگ ابولہب کی طرح ناکامی کے ساتھ دنیا سے گذر جائیں گے :۔

خدا کے قرب کا دروازہ اب بھی کھلا ہے

اس دنیا میں جنت

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

مندرجہ بالا صفحات سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اسلام کیا چیز ہے اور اسلام کا خدا کیسا خدا ہے اور اگر کوئی شخص اب بھی یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ اخلاقی صفات نہیں ہیں تو ایسے شخص کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں :۔

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی تعلیم پر عمل کرتا ہے اسکے لئے ممکن نہیں کہ بد اخلاق ہو اور اگر یادری زویمر کو ایسے مسلمان نظر آتے ہیں جن کے اخلاق اچھے نہیں تو وہ ایسے لوگ ہیں جو قرآن شریف کی تعلیم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جیسے اکثر حصہ عیسائیوں کا حضرت مسیح کی تعلیم کی خلاف ورزی کرتا ہے :۔

تثلیثی کرشمہ کی ایک جھلک

(انجیل میں تحریف کا ثبوت)

مشہور بات ہے کہ سچ ہمیشہ سچ ہے۔ کیا معنی۔ یہ کہ راستی پر خواہ تاریکی کے صدہا پردے ڈالدئے جاویں تو بھی جس طرح سورج کی روشنی کالے کالے بادلوں کو چیرتی پھاڑتی ہوئی زمین پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح راستی جھوٹ کے تاریک و تار پردوں کو پھاڑ کر آخر کار صادقوں کو اپنا صادق چہرہ دکھلادیتی ہے۔ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) بابت ماہ نومبر ۱۹۱۵ء میں ہم نے ایک مضمون بعنوان موجودہ اناجیل میں تحریف کے چند تازہ نمونے لکھ کر ناظرین کو بتلایا تھا کہ حضرات اہل تثلیث آئے دن کیا کیا تغیر و تبدل کے دور اناجیل پر لاتے ہیں۔ وہ مضمون اگرچہ بقامت کہتر تھا لیکن بقیمت بہتر تھا۔ کیونکہ جو جو مقامات اہل تثلیث نے محرف کئے تھے۔ وہ ہم نے صاف طور سے لکھ کر مقابلہ کر کے اہل تثلیث کی تحریف کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا تھا:۔

تحریف بئبل ایک وسیع مضمون ہے۔ جو علاوہ طوالت کے تحقیق و تفحص کے لئے بھی بہت سا وقت چاہتا ہے۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہوا ہے۔ کہ ہم انشاءاللہ عنقریب بشرط فرصت بذریعہ رسالہ ریویو مذکور کے بئبل کی تقریبًا چالیس آیات میں تحریف و تبدیل ثابت کر کے دکھلاویں۔ کہ راستی کس طرح قایم رہتی ہے۔ ان چالیس آیات کے اصلی متن سے جو تراجم مختلف زبانوں میں شایع ہوتے رہتے ہیں انکے ترجمے بالکل غلط۔ اور تثلیث کی حمایت میں لکھے جاتے ہیں اسلئے ہم انشاءاللہ ان چالیس آیات کا اصلی متن لکھ کر پھر ہر ایک لفظ کے لغوی معنی بیان کر کے صحیح معنی اور تفسیر لکھکر اپنے ناظرین کو بتلائیں گے کہ اہل تثلیث صرف بئبل کا تثلیث کو سہارا دینے کے واسطے کیا کچھ کرتے ہیں:۔

اسوقت ہم صرف ایک سوال ہی اہل تثلیث سے پوچھتے ہیں۔ یہ سوال دراصل ہمارے مضمون تحریف اناجیل بابت نومبر ۱۹۱۵ء کا ایک ضمیمہ سمجھا جانا چاہئے۔

نیا عہد نامہ حصہ خطوط الرسل کتاب یوحنا کا پہلا خط عام نزدیک اہل تثلیث اسس امر کی ایک بین دلیل ہے۔ کہ وہ بڑا یوحنا رسول جو ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہا۔ جس نے صلیب کے وقت بھی یسوع کو مصلوب ہوتے دیکھا جس نے حسب ہدایت اپنے ہادی یسوع مسیح مریم مقدسہ کو اس کی بقیہ عمر

اپنے پاس رکھ کر پیرانہ خدمت کی وہ رسول ہاں وہی بوڑھا یوحنا جس نے سنہ ۷۰ء میں مسیح کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ کر اپنے ایمان کو اور بھی مضبوط کیا تھا وہ تثلیث کا پرستار تھا اور وہ باپ بیٹا روح القدس تثلیث فی التوحید کا قائل الوہیت مسیح کا ماننے والا۔ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا۔ تسپر بھی تین خدا نہیں۔ بلکہ ایک ہی خدا ہے۔ کا عقیدت مند اور دوسروں کو سکھلانے والا تھا۔ اس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اہل تثلیث ہمیشہ سے نمبر ۱ یوحنا ۵/۷ پیش کرتے رہے ہیں۔ جہاں لکھا ہے۔ تین ہیں۔ جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ۔ بیٹا اور روح القدس۔ اور یہ تینوں ایک ہیں:۔

ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ یورپ کے پادری صاحبان نے کہا تھا۔ کہ جو شخص یوحنا کے مذکورہ الفاظ کو پڑھ کر بھی تثلیث کو نہ مانے وہ یوحنا کا منکر۔ مسیح کا کافر اور کلیسا سے خارج ہے۔ لیکن راستی کے شیدا حق کے فریفتہ دلاور توحیدیوں نے اس زمانہ میں بھی پکار کر کہہ دیا۔ کہ یہ آیت الہامی نہیں۔ چنانچہ عالم اجل فاضل بے بدل مشہور معروف مسیحی فیلسوف سر آئزک نیوٹن نے سب سے پہلے اسے غیر الہامی ثابت کیا۔ ڈاکٹر نینڈیر صاحب نے بھی ایسا ہی کہا۔ اور اپنی تفسیر میں لکھدیا کہ یہ آیت الہام کا کوئی حصہ نہیں۔ ڈین الفورڈ نے بھی اپنی تفسیر میں اسے غیر الہامی تسلیم کیا۔ مگر پھر بھی اہل تثلیث فتویٰ بازی سے باز نہ آئے اور ایسے محققین کو خیر سے یاد فرما کر ان کی تحقیق کو پس پشت پھینک دیا پھر اس پر طرہ یہ کہ۔ ریوائزڈ ورشن (نظر ثانی شدہ نسخہ) میں بھی یہ ورس متروک کی گئی۔ مگر تو بھی تمام جہاں کے تثلیثی لوگوں نے اہل عالم کی نظروں میں خاک ڈالکر اسے اپنے متن اور تراجم میں بڑی فراخ حوصلگی سے جگہ دیدی۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہ کر کے اپنے الہیات کا اسے سب سے پہلا سبق سمجھا۔ اور ہر ایک تثلیثی منادی اس ورس من گھڑت کو ذہن نشیں کرتا رہا۔ لیکن آخر نتیجہ وہ نکلا۔ جو در اصل سچا تھا۔

وہ کیا۔ وہ یہ کہ اب اہل تثلیث کو پھر تحریف سے کام لینا پڑا۔ چنانچہ پنجاب امریکن مشن سوسائٹیوں کے لئے پادری۔ سی۔ بی۔ نیوٹن صاحب کے زیر اہتمام سنہ ۱۸۸۵ء میں جو بائیبل شائع ہوئی تھی۔ اس میں خلاف کور کے یہ الفاظ تھے دیکھو نمبر ۱۔ یوحنا ۵/۶-۸ یہ وہی ہے۔ جو پانی اور لہو سے آیا

یعنی یسوع مسیح جو نہ فقط پانی میں بلکہ پانی اور لہو میں ہو کے آیا - اور روح وہ ہے جو گواہی دیتی ہے کیونکہ روح برحق ہے - کہ تین ہیں - جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں - باپ اور بیٹا اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں - اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں - روح اور پانی اور لہو اور یہ تینوں ایک پر متفق ہیں اب سب سے پہلے اس مذکورہ عبارت پر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ اگر بفرض محال ہم آنکھیں بند کر کے اس مذکورہ عبارت کو الہامی ہی سمجھ لیں - تو بھی ترجمہ میں ایک سخت تحریف ہے - کیونکہ گواہی دینے والے - باپ - بیٹا اور روح القدس صحیح نہیں - بلکہ باپ لوگس یعنی کلام اور روح القدس - لیکن اہل تثلیث نے لوگس کا ترجمہ بیٹا لکھ دیا - جو بالکل غلط ہے مجرد اس یونانی لفظ کے معنی کلام ہے - نہ کہ بیٹا - دیکھو اصل یونانی یوحنا ۱ ؎

یہ اہل تثلیث نے کیوں کیا تھا اسلئے کہ کسی طرح الوہیت مسیح ثابت ہو جائے - اور جیسا باپ ویسا بیٹا اثاناسیس کا عقیدہ انجیلی بن جاوے - مگر مسیح کا کلام باپ مجھ سے بڑا ہے (انجیل یوحنا ۱۴ / ۲۸) ان کے اس عقیدہ کو پاش پاش کر دیتا ہے -

اگر اہل تثلیث صرف اتنی ہی تحریف پر اکتفا فرماتے - تو بھی ہم اس پر کوئی اعتراض نہ کرتے - لیکن جب تثلیثی اصحاب نے حد سے زیادہ جرأت کر کے بڑی بھاری از حد زبردست تحریف کر دی - تو مجبوراً ہمیں پردہ فاش کر کے ضمناً تمام تحریفات کا جو اس مذکورہ آیت کے متعلق ہیں - ذکر کرنا پڑا -

ناظرین! غور فرماویں کہ ۱۸۸۷ء کے بعد ۱۹۰۰ء میں کیا تحریف ہوئی - کہ روئے زمین پر اسکی نظیر ندارد ہے - چنانچہ آجکل خط یوحنا مذکور کے باب محولہ کی یہ عبارت ہے - جو ہم پنجاب بائبل انگزیلیری سوسائٹی کے ترجمہ سے جو ۱۸۹۳ء کے نزدیک سے ۱۸۹۹ء تک تصحیح کر کے شائع کرا دیا گیا ہے نقل کرتے ہیں -

"یہ وہ ہے - جو پانی اور خون کے وسیلے سے آیا تھا - یعنی یسوع مسیح - نہ وہ فقط پانی کے وسیلے سے بلکہ پانی اور خون دونوں کے وسیلے ۵ ؎ سے آیا تھا - اور جو گواہی دیتا ہے - وہ روح ہے کیونکہ روح سچائی ہے اور گواہی دینے والے تین ہیں - روح اور پانی اور خون - اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں" (۱ - یوحنا ۵ / ۶ تا ۸)

۵ ؎ اصل صحیح ترجمہ وسیلے سے نہیں بلکہ پانی اور خون دونوں میں آیا تھا صحیح ہے

اب ناظرین خود مقابلہ کر کے تحریف دیکھیں کہ تین ہیں۔ جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس۔ اور یہ تینوں ایک ہیں۔ اور تین ہیں جو زمین پر۔ پوری نہ سہی پونے دو سطر کس طرح یکدم حذف کر دی گئی ہیں۔ یہ ایک ایسی زبردست تحریف ہے۔ جسکی نظیر دنیا کی کسی کتاب مذہبی میں پائی نہیں جاتی۔ اور یہ تحریف ثابت کرتی ہے۔ کہ اناجیل یعنی نیا عہد نامہ بالکل پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ کیونکہ آئے دن اہل تثلیث مختلف کتب کے مختلف ابواب چھانٹ رہے ہیں :-

اب ہم اہل تثلیث سے پوچھتے ہیں۔ کہ تقریباً انیس سو سال تک تو تمہارے نزدیک یہ آیت الہامی تھی اب کس معیار کی رو سے تم نے شناخت کیا۔ کہ اب یہ آیت الہامی نہیں رہی اب تم لوگ یا تو خود یا پچھلے حامیان تثلیث اس فتویٰ کے نیچے ہیں۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ اس کتاب کی نبوت کی باتوں کے ہر ایک سننے والے کے سامنے میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اگر کوئی آدمی ان میں کچھ بڑھائے گا۔ تو خدا اُس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اُس پر نازل کرے گا اور کوئی اس کتاب کی نبوت کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے گا تو خدا اُس کی زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے۔ اس کا حصہ نکال ڈالے گا مکاشفہ $\frac{۲۲}{۱۸ تا ۲۰}$

اب یا تو وہ تثلیث گر جس نے اس عبارت فرضی کو متن بنایا تھا۔ آفات سماوی کا جائے نزول ہوا یا تحریف کرنے والوں کی زندگی کا درخت مقدس شہر سے کاٹا گیا ہے۔

ہم خاتمہ پر ایک اور بات پوچھتے ہیں روح حق تراجم میں کہیں بصیغہ مونث اور کہیں بصیغہ مذکر کیوں لکھتے ہو جیسا کہ ہمارے محولۂ تحریر کردہ ہر دو تراجم سے بھی ظاہر ہے۔ آخر روح حق بھی تو تعلیم ثلاثہ کا اقنوم ثالث ہے۔ جب باپ اور بیٹے کے واسطے تراجم میں صیغہ مونث استعمال نہیں کرتے۔ تو پھر اقنوم ثالث کے لئے کیوں مونث کا صیغہ استعمال کرتے ہو۔ بھائیو! بگوش ہوش سنو اگر روح القدس پہلے دو اقانیم (باپ۔ بیٹا) کی طرح شخص ہوتا۔ تو ضرور اس کے لئے بمطابق محاورہ (یونانی) اسم و حرف و ضمیر و صفت وغیرہ بصیغہ مذکر مستعمل ہوتی۔ مگر برخلاف اسکی یونانی میں نہ علامت تذکیر ہے اور نہ تانیث۔ بلکہ اسی طرح مذکور رہے جیسے کوئی غیر شخصی شے۔

پھر اور سنو آ انجیل میں روح القدس کو کبھی خدا نہیں کہا - ب - انجیل کی کسی ایک آیت میں کوئی ایک لفظ بھی نہیں - جس سے ثابت ہو سکے - کہ کسی رسول یا مقدس نے روح القدس کی پرستش یا اُس سے دعا کی ہو - ج - کلمات حمدیہ جو خدا کے نام کے ساتھ آتے ہیں - روح القدس کے نام کے ساتھ نہیں آتے - پس نفی الوہیت روح القدس ثابت ہے - پھر ستائش باپ بیٹے اور روح القدس کی ہو " کیوں نمازیں پڑھتے ہو - کیوں سوتے وقت " اے خدا روح القدس جو باپ اور بیٹے سے نکلتا ہے - ہم خوار و لاچار گنہگاروں پر رحم کر " پڑھتے ہو ہوش کرو ف۱ اناجیل تو محرف ہو رہی ہیں - فقط

الراقم موحد

ف۱ چند ایام گذرے ہیں ایک اپنے مسیحی دوست کو دیکھنے کا اتفاق ہوا - اثنائے گفتگو میں ہم نے اسکی خدمت میں عرض کیا - کہ کیوں دوست خرگوش جگالی کرتا ہے یا نہیں ؟ اور گدہی بول سکتی ہے یا نہیں سادگی سے فرمایا - خرگوش جگالی نہیں کرتا - اور گدہی کس طرح کلام کر سکتی ہے - یہ کیا مہمل باتیں آپ کرتے ہیں - ہمنے عرض کیا - دوست ! احبار $\frac{11}{6}$ میں لکھا ہے خرگوش جگالی کرتا ہے - اور گنتی $\frac{22}{28}$ اور ۲ پطرس $\frac{2}{16}$ میں لکھا ہے - بلعام ابن بعور کی گدہی نے کلام کیا - جب ہر سہ مقامات بائیبل میں سے نکال کر پڑھے - آدمی بامذاق تھے - ہنس کر فرمانے لگے کیا ہیں ہاں - آپکے اعتراضات واقعی دندان شکن ہیں - آپکے رسالہ ریویو کے مضامین بھی میں دیکھتا ہوں - تحریف بھی آپ نے ثابت کی ہے - مگر ہماری طرف سے آپ کے مضامین کا جواب نہیں نکل سکتا - کیونکہ وہ اخباری مضامین ہیں - جنکی اشاعت محدود چند روزہ ہے - آپ کتابی صورت میں ان کو لائیں - پھر ہم جواب دینگے - مگر ہم کہتے ہیں اگر تحقیق سے غرض ہے - تو یہ بات ہی کیا ہے - اگر ہم غلط لکھتے ہیں تو اس کی تردید کرنی چاہئے - خواہ کتاب میں ہو یا رسالہ میں - اصل بات یہ ہے کہ جواب سے عاجز ہیں اسلئے صرف بہانے بناتے ہیں -

عذر نامعقول ثابت مے کند الزام را

ایک دلچسپ مباحثہ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ریویو بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۶ء

دوسرے دن یعنی بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۶ء پادری غلام مسیح صاحب کا لیکچر بعنوان فضیلت مسیح
صبح ۹ بجے شروع ہوا۔ پادری صاحب نے جیسا کہ ان کے تمام ہم مذہبوں کا شیوہ ہے۔ مباحثہ سے
پہلے ہی اپنی تقریر کے آغاز میں غیر احمدیوں کو ورغلانا شروع کیا۔ چنانچہ چھوٹتے ہی کہا کہ آج میں
اس پلیٹ فارم پر دو فرقوں کی طرف سے وکیل ہوں۔ اول مسلمانوں یعنی اہل اسلام کی
طرف سے۔ خالص مسلمانوں کی طرف سے نہ کہ مرزائیوں کی طرف سے۔ دوئم عیسائیوں کیجانب
سے چنانچہ آج میں یسوع کی شخصیت از روئے انجیل و قرآن پیش کر کے اس کی فضیلت ثابت
کرتا ہوں۔ اس کے بعد پادری صاحب نے مسیح کی تعلیم یعنی پہاڑی وعظ کا اعادہ کیا۔ اور پھر کہا
کہ دیکھو۔ مسیح کی تعلیم کیسی بابرکت اور پھل لانے والی ہے مسیح کے کل متبعین اس کے وقت میں
ایک سو بیس تھے اور جو اناجیل وغیرہ انہوں نے اپنے نقطہ خیال سے لکھیں۔ آج وہ اسقدر
پھل لائی ہیں۔ کہ کئی کروڑ انسانوں کے ایمانیات میں شامل ہیں۔ انجیل میں یسوع مسیح اپنے
آپ کو بادشاہ کہتا ہے اور یہ بات انجیل کی رو سے ثابت ہے۔ کہ اسے زمین و آسمان کا کل
اختیار دیا گیا ہے پر اس نے ایسی خدا پرستی سے زندگی بسر کی۔ کہ اس کے کل معاصرین کیا دوست
اور کیا دشمن سب مقر ہیں کہ وہی ایک دنیوی تفکرات سے پاک رہا وہی ایک کل بنی نوع انسان
کے لئے کامل نمونہ ہو سکتا ہے اس نے یہودیوں کی سابقہ کتب کو از بر یاد کیا ہوا تھا۔ اس کی
آسمانی زندگی کے شاہد خود اس کے شاگرد ہیں اس نے موسوی تعلیم بلکہ کل تعلیموں کا اصل
اصول دو فقرات میں ادا کر کے شاگردوں کے ذہن نشین کیا۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق
العباد کیا ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ تو خدا کے ساتھ اپنی ساری جان اور مال و طاقت سے
پیار کر۔ اور اپنے پڑوسی سے ایسی محبت رکھ جیسی اپنے آپ سے۔ پھر پادری صاحب نے
کہا۔ کہ مسیحی لوگ اگر غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ تو پھر ہلاک کیوں نہیں ہوتے۔ یہودیوں
نے مسیح کے ساتھ صرف اس وجہ سے دشمنی کر کے اسے مصلوب کروایا کہ کہیں یہ بادشاہ

پادری غلام مسیح کی تقریر انجیل اور قرآن کی رو سے یسوع مسیح پر

نہ ہو جائے۔ وہ ہمیشہ حلیمی سے کلام کرتا تھا۔ اور دلیری سے خدا کا کلام سناتا تھا۔ پھر باوجودیکہ اس کے پاس نہ تو کوئی تلوار تھی۔ نہ کوئی اور سامان دنیوی۔ مگر آج لاکھوں انسان ہیں۔ جو اُس کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس وہ ایک ایسا لاثانی معلم ہے۔ کہ کوئی اس پر اور اسکی تعلیم پر غالب نہیں آسکتا۔

پھر اس کے بعد پادری صاحب نے مجھ پر ذاتی حملہ کیا۔ اور کہا کہ بعض لوگ صرف عزت پانے کے واسطے اپنا مذہب ترک کر دیتے ہیں۔ چنانچہ میرے مدمقابل (یعنی راقم مضمون) پہلے مسیحی تھے مگر پھر اب مسلمان ہو کر مسلمانوں کی جانب سے وکیل ہو کر پلیٹ فارم پر مقابلہ کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود پر حملہ کیا۔ کہ جس قدر لوگ مسیح کے دشمن اور مخالف گذرے ہیں۔ سب نے دشمنی اور مخالفت اس صورت میں شروع کی ہے جبکہ وہ اپنے اپنے مذاہب سے دست بردار ہو چکے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جس نے مسیح کی دشمنی اختیار کی اس نے اپنا سابقہ مذہب ترک کر کے ایک نیا مذہب بنا کر مسیحیت کی دشمنی شروع کی۔ پھر کہا کہ مرزا صاحب نے اپنی قوم کو اور مولویوں کو جب انہوں نے صاف کہدیا۔ کہ تو خارج از اسلام ہے۔ بہت کچھ سخت سست کہا۔

پادری صاحب ذاتیات پر

پھر جب یہ حملہ کر چکے تو اس غیر متعلق گفتگو کے بعد پھر آپنے اپنا مضمون شروع کیا اور کہا کہ یسوع مردے زندہ کرتا تھا قرآن بھی اس پر شاہد ہے کہ یسوع مردے زندہ کرتا تھا اور اگر قرآن میں تحریف نہ کی جاتی۔ تو وہ اس کی الوہیت بھی کھول کر بیان کرتا۔ پادری صاحب کا وقت ۵ ہ منٹ ختم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اپنا جواب یوں شروع کیا۔

معزز حاضرین۔ پادری صاحب نے جو یہ کہا کہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے بھی وکیل ہوں۔ یہ آپ نے سراسر غلط کہا۔ کیونکہ جس حالت میں غیر احمدیوں کے مسلمہ چند اصولات۔ مثلاً محمد رسول اللہ صلعم کا منجانب اللہ ہونا خاتم النبیین ہونا۔ مسیح ناصری سے افضل ہونا۔ قرآن کریم کا منزل من اللہ تسلیم کرنا۔ ان کے نزدیک صریح غلط ہے۔ تو پھر یہ کیونکر غیر احمدیوں کی طرف سے وکیل ہو سکتے ہیں۔ پادری صاحب نے یہ صریح چالا کی اتنی بڑی پبلک کے سامنے کی ہے۔ اگر وہ غیر احمدیوں کے مذکورہ اصولات کو صحیح

پادری صاحب کے اصل مضمون کا جواب

سمجھتے ہیں تو پھر وہ عیسائی نہیں رہ سکتے۔ اور اگر غلط سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حقیقتاً سمجھتے ہیں تو پھر ایک امر کو غلط تسلیم کرتے ہوئے پھر اس کی وکالت کرنا یہ ایک ایسا شرمناک مکالمہ ہے۔ جس کو کوئی اہل حق جائز نہیں رکھ سکتا۔ اور شاید اسی لئے پادری صاحب نے جائز رکھا۔

قرآن مجید یسوع کا قائل نہیں

پھر پادری صاحب نے اثنائے لیکچر میں کہا۔ کہ آج میں قرآن شریف کی رو سے یسوع کی شخصیت پیش کرتا ہوں۔ پادری صاحب کو خوب معلوم ہونا چاہئے۔ کہ قرآن شریف کسی یسوع کا قائل نہیں۔ یسوع کو قرآن کریم بالکل پیش نہیں کرتا۔ ہاں وہ ایک شخص مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نبی تسلیم کرتا ہے۔ مگر اس شخص یعنی یسوع کو جس نے بقول اہل تثلیث خدائی کا دعویٰ کیا تھا وہ نبی تو بالائے طاق اسکو راستباز بھی نہیں کہتا۔ وہ یعنی قرآن شریف بتلاتا ہے کہ جو انسان ہو کر اپنے تئیں خدا کہتا ہے۔ وہ سخت درجہ کا گنہگار۔ اور قابل مواخذہ ہے:۔

دویم پادری صاحب نے بیان کیا۔ کہ انجیل کی رو سے بھی یسوع کی شخصیت پیش کرتا ہوں میں کہتا ہوں۔ پادری صاحب۔ آپ یسوع کی شخصیت کو تو پیش کرتے ہیں مگر الوہیت کو کیوں پس پشت پھینکتے ہیں۔ کیونکہ یسوع یعنی مسیح تب ہی کوئی کامل شخصیت رکھتا ہے جبکہ وہ ایک انسان کامل اور ایک خدا جلیل کا مجموعہ ہو۔ پھر اگر آپ صرف ایک شخصیت یعنی انسانیت پیش کرتے ہیں۔ تو گویا آدھا یسوع ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ اور یہ ٹھیک نہیں کیونکہ پولوس کہتا ہے۔ کہ کیا مسیح بٹ گیا! پس آپ مسیح کو بٹا ہوا نہ دکھائیں۔ پھر پادری صاحب نے یسوع صاحب کی تعلیم جو پہاڑی وعظ کہلاتی ہے۔ ناحق پیش کی ہے۔ پادری صاحب یہ

یسوع کی ناقص تعلیم

تعلیم ناقص ہے۔ کیونکہ اسپر کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اور نہ کرتا ہے۔ کیا کوئی عیسائی موجود ہے جو دہنی گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی اسکی طرف پھیر دے۔ کیا کرتے کے عوض قبا دیتے ہیں۔ کیا زمین پر مال جمع نہیں کرتے۔ کیا انتقام نہیں لیتے۔ کیا بھائی کو ستر کے سات گنے تک معاف کرتے ہیں۔ پھر اگر ایسا نہیں کرتے۔ اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ثابت ہوا۔ کہ تعلیم ناقص ہے

پس آپ اس تعلیم پر بے جا فخر نہ کیجئے۔

اور پادری صاحب نے جو یہ کہا۔ کہ ابتدا میں مسیح کے کل متبعین ایکسو ۱۲۰ بیس تھے پھر وہ اتنا بڑا پھل لائے۔ یہ بھی کوئی نرالی فضیلت نہیں۔ کیونکہ ابتدائے وقت میں ہر ایک

نبی اپنی ذات میں اکیلا ہی ہوتا ہے۔ پھر اسکا کلام پھل لاتا ہے۔ میں اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح ناصری کا مقابلہ نہیں کرونگا۔ کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک البتہ اس معاملہ میں مسیح موعود علیہ السلام یعنی اپنے آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی معہود جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیینؐ کے ایک شاگرد اور غلام ہیں۔ کا مسیح ناصری سے مقابلہ کرکے دکھاتا ہوں تا معلوم ہو جائے کہ مسیح محمدی کو مسیح ناصری پر کس درجہ کی فضیلت حاصل ہے۔ دیکھو۔ حضرت مرزا صاحب نے جب مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ آپ تن تنہا تھے چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آتے تھے۔ خدا کے سوا اپنا کوئی نہ تھا۔ جب آپنے دعویٰ کیا۔ تو کیا ہندو اور مسلمان اور کیا عیسائی سب نے برانگیختہ ہوکر پرلے درجے کی مخالفت اور معاندت شروع کردی۔ مگر وہ خدا کا برگزیدہ رسول ذرا نہیں گھبرایا بلکہ پکار کر کہدیا۔ دیکھو میرے خدا کا میرے ساتھ وعدہ ہے۔ واللہ یعصمک من الناس۔ چنانچہ خدا کا برگزیدہ نبی مسیح موعود بوقت وصال کئی لاکھ شاگرد رشید اور تبع چھوڑ گیا۔ اور ہرگز کوئی انسان اسپر غالب نہیں آیا۔ مگر برخلاف اس کے یسوع صاحب کے معزز شاگرد مثل پطرس۔ توما۔ یہودا اسکریوطی بلکہ تمام معتبر حواری اسکے گرفتاری کے وقت ہی اسکے خلاف ہوگئے۔ اور اس سے منکر ہوگئے اب ادھر دیکھو۔ صاحبزادہ عبد اللطیف اور عبد الرحمٰن صاحبان جو اول درجہ کے عالم تھے اور اول الذکر شاگرد کابل کے امیر کا استاد زادہ تھا۔ مگر اس نے باوجود ہزارہا جسمانی تکالیف اور آلام مصائب کے پہنچنے کے مسیح موعود قادیانی کا انکار نہیں کیا۔ اور ہر دو نے اپنا جاہ و منال خدا کے برگزیدہ مسیح کے راستہ میں قربان کر دیا کیا ہے یسوع ناصری کے شاگردوں میں سے کوئی ایسا شاگرد جس کو مسیح کی موجودگی میں ایسا ایمان نصیب ہوا ہو پس سے اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز۔ پادری صاحب سچا اور میٹھا پھل اسی کو کہتے ہیں۔

اور پادری صاحب نے جو یہ کہا۔ کہ حواریوں نے اپنے نقطہ خیال سے انجیلیں لکھیں۔ یہ بہت خوب کہا۔ میں پادری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے خود ہی اس امر کو تسلیم کرلیا۔ کہ موجودہ اناجیل کا مجموعہ الہامی نہیں۔ کیونکہ حوارین نے بقول جناب اپنے نقطہ خیال سے لکھیں۔ پادری صاحب۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اگرچہ آپ پورے ریورنڈ ہیں

انجیلیں الہامی مجموعہ نہیں ہیں

پاسٹر ہیں - مگر مسیحیت کی آپ کو واقفیت نہیں - کیونکہ اگر آپ اب یہ تاویل کر کے ٹالنا چاہیں - کہ عیسائیوں کا مسئلہ الہام یہی ہے - تو میں آپ کو بتاتا ہوں - کہ ایسا نہیں - بلکہ یہی مسئلہ الہام کی تشریح یہ ہے - کہ نفس مضمون منجانب خدا تھا - اور الفاظ[۵۱] اپنے تھے - پس اس تشریح کی رو سے بھی نقطہ خیال ثابت کرتا ہے - کہ خود آپ کو اناجیل کے الہامی ہونے پر اعتماد نہیں ہے خوب جادو وہ جو سر چڑھکر بولے :-

یسوع کا بادشاہی سے انکار

پھر پادری صاحب نے کہا - کہ مسیح کو بادشاہی کا خطاب اور اختیار انجیل کی رو سے حاصل ہے - میں پوچھتا ہوں - اچھا صاحب! اگر جسمانی اور دنیوی بادشاہت مراد ہے - تو پھر ابن آدم کو سر رکھنے کے لئے جگہ میسر نہیں - اور اگر یہ کہو - کہ روحانی بادشاہت مراد ہے تو زبدی کی دو نو بیٹے کیوں مایوس کر دیئے - جبکہ انہوں نے یسوع آپ کے خیالی بادشاہ کی پیش کردہ تمام شرائط منظور کر لی تھیں پھر یسوع بااختیار نے کیوں کہا - کہ اپنے دائیں بائیں بٹھانا میرا کام نہیں - بلکہ باپ کا ہی - دیکھو متی ۲۰/۲۰ تا ۲۴ -

باقی رہا مسیح کا خدا پرستی کی حالت میں زندگی بسر کرنا - پادری صاحب آپ تو الوہیت مسیح کے قائل ہیں - آپ یہ کیا کر بیٹھے ہیں! خدا کون سی خدا پرستی کرتا تھا کامل مسیح کی تعریف یاد کر لیں اور اگر آپ یونیٹیرین ہیں (خدا کرے ایسا ہی ہو - اور جلد ظاہر ہو جاوے) تو پھر خوب غور کر لیں - زکریا کاہن اور اسکی بیوی بھی خداوند کے سارے حکموں اور تمام شرعوں پر بے عیب چلنے والے تھے لوقا ۱/۶ پھر یوحنا اصطباغی بھی جتنے عورتوں سے پیدا ہوئے اُن سے بقول مسیح افضل تھا - اب آپ خود ہی غور کریں :-

اور مسیح کے معاصرین کون سے مقر ہیں - کہ وہ خدا پرست تھا - اس کے وقت کے ہمعصر تو یہودی ہیں اور اب آپ خود متی ۲۷/۴۳ اور یوحنا ۱۹/۱۲ پڑھکر دیکھ لیں - معاصرین کیا کہتے ہیں -

یسوع کی انکساری

۵۱ مسیحی مذہب کا مسئلہ الہام کسقدر قابل اعتراض ہے - کیونکہ اگر یہی تسلیم کر لیا جاوے - کہ نفس مضمون منجانب اللہ - اور الفاظ ملہم کیے تو پھر - ہم کہتے ہیں - خدا نے جب نفس مضمون کسی ملہم کو سمجھایا تھا - تو آخر الفاظ میں ہی سمجھایا ہوگا - نہ کہ صرف اشارات سے پھر وہ الفاظ الہی کیوں قابل تحریر و شنید نہیں سمجھے جاتے روح القدس تو زبانیں بھی سکھلایا کرتا ہے :-

دنیوی تفکرات سے کیا خوب پاک رہا۔ بھوک کی برداشت نہ کر سکنے کے سبب بچارے انجیر کے درخت کو لعنتی کر دیا کفارہ ہونے کے واسطے ازل سے مقرر ہوا تھا۔ گتسمنی باغ میں نالہ شروع کر دیا۔ کیا یہی تفکرات تھے۔ جس سے وہ پاک تھا۔ پھر تمام جہان کے واسطے وہ نمونہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ بھلا فرمائیے تو کہ مسیح ایک شادی شدہ صاحب اولاد۔ ایک فاتح جرنیل یا بادشاہ ۔ ایک محکوم۔ اپنے دشمنوں کو مغلوب کرنے والے شخص کے لئے مسیح کس طرح نمونہ ہو سکتا ہے:۔

پھر آپ نے کہا۔ کہ مسیح کو عہد عتیق ازبر یاد تھا۔ تو پھر فرسطفوریں جبارہ کو بھی عہد عتیق زبانی یاد تھا۔ پس اگر عہد عتیق کا حافظ ہونا مسیح کو با فضیلت ثابت کرتا ہے۔ تو فرسطفوریں ملک کو کیوں مسیح سے کم سمجھا جاتا ہے:۔

اور پھر پادری صاحب نے جو یہ کہا۔ کہ اس کے آسمانی زندگی کے شاہد خود اس کے شاگرد ہیں اس پر سخت اعتراضات خود انجیل کی رو سے عائد ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر اس کی آسمانی زندگی کے شاہد خود اس کے شاگرد ہیں۔ تو پھر شاگردوں نے کیوں بے وفائی کی یسوع کی منادی کی کل میعاد تقریباً تین سال ہے۔ پس اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس میعاد کے اندر مسیحی دین کا اصل اصول جو ہمیں یسوع نے کس قدر سکھا ہوا تھا۔ اس کے واسطے دلیل چاہیئے یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ مسیحی تعلیم کا اصل اصول مسیح کا جی اُٹھنا ہے۔ جیسا کہ پولوس رسول کہتا ہے۔ کہ "اگر مردوں کی قیامت نہیں تو مسیح بھی نہیں جی اٹھا۔ اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے۔ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ ہے" ۱ کرنتھی ۱۵ / ۱۳ و ۱۴

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ باوجود اس امر کے کہ مسیح قبل از واقعہ صلیب کے بارہا اپنے شاگردوں سے کہہ چکا تھا۔ کہ دیکھو مجھے ضرور ہے۔ کہ یروشلم کو جاؤں۔ اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے دکھ اٹھاؤں ۔ اور قتل کیا جاؤں ۔ اور تیسرے دن جی اٹھوں۔ پطرس اسکو الگ لے جا کر ملامت کرنے لگا۔ کہ اے خداوند۔ خدا نکرے یہ تجھ پر ہرگز نہیں ہونے کا متی ۱۶ / ۲۱ تا ۲۳ و مرقس ۸ / ۳۱ وغیرہ لوقا ۹ / ۲۲

پس اب دوسری طرف نگاہ کرو۔ کہ یسوع کی میعاد منادی کے اختتام پر خود حواریین نے بھی

جن کے واسطے بارہ تخت بنوائے جاچکے تھے اس مسئلہ کو جس پر مسیحیت کا دار و مدار ہے نہ سمجھا بلکہ میں کہتا ہوں کہ بعثت مسیح کی غرض اور اس کا مسیح موعود ہونا کتب سابقہ کی رو سے خود کل رسول مسیح یسوع کے نہ سمجھے۔ اور آخر کار سارے کے سارے اس سے پھر گئے۔ اور اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور پطرس جس نے کئی بار اپنے خداوند سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں پھروں گا۔ جیسا کہ بیان کردہ مقام کے علاوہ متی ۲۶/۳۴ سے بھی یہ امر روشن ہے تین بار انکاری ہوگیا۔ اور اس بات کا خیال نہ کیا۔ کہ مجھے تو میرے پیارے خداوند نے آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں بھی دے رکھی تھیں متی ۱۶/۱۹ اور باقی تمام شاگرد بھی اسے چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے متی ۲۶/۵۶ پس پادری صاحب آپ خوب غور کریں۔ اس کی آسمانی زندگی کے شاہد اس سے ایسے منکر ہوئے اور ایسی بے وفائی کا نمونہ دکھا گئے۔ کہ نظیر اس کی مفقود ہے۔ اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ شاگردوں نے ایک دفعہ اس کی صورت بدلی ہوئی دیکھی تھی۔ اور اسکا جلال دیکھا تھا۔ جس کا متی ۱۷/۱ میں ذکر ہے۔ تو اس کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ مگر آپ خود غور کریں۔ کہ اسی جلالی صورت کے دیکھنے سے حواریین پر کیا اثر ہوا۔ وہ میں آپ کو سنا چکا۔ اور پطرس اور یعقوب اور یوحنا جو اس مقام جلال پر تینوں اس کے چشم دید شاہد تھے۔ سب بھاگ گئے۔ پس اگر انہیں یقین ہوتا۔ اور جلالی و آسمانی زندگی مسیح کی وہ سمجھتے تو پھر کبھی اس سے بے وفائی نہ کرتے۔ بلکہ جیتے جی اس کے دامن سے علیحدہ نہ ہوتے۔

اور یہ جو آپ نے کہا۔ کہ اس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو دو فقرات میں بند کر کے شاگردوں کے ذہن نشین کر دیا۔ اس کے متعلق آپ کو معلوم ہو۔ کہ شارع اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی زیادہ فصاحت، سے اس حکم کو اپنے متبعین پر واضح کر دیا حدیث شریف میں آیا ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہٖ لا یؤمن عبدٌ حتّٰی یحب لجارہٖ او لاخیہ ما یحب لنفسہٖ متفق علیہ۔ (ترجمہ) قسم اللہ کی کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے پڑوسی یا بھائی سے ایسا سلوک نہ کرے۔ جو وہ اپنی جان۔ سے کرنا چاہتا ہے یہ حق العباد ہے۔ اب حقوق اللہ کی نسبت آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم شروع سے

لے کر آخر تک صرف یہی فرماتا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ صرف اسی ایک واحد خدا کی سچے دل سے عبادت کرو۔ پس یہ کوئی فضیلت مسیح کی نہیں۔ اس سے بڑھکر محمد رسول اللہ کی تعلیم موجود ہے۔

اور اگر آپ یہ اعتراض کریں۔ کہ یہ تعلیم محمد رسول اللہ نے (معاذ اللہ) مسیح کی تعلیم اور اناجیل سے حاصل کر کے سنادی ہے۔ تو پھر اس صورت میں آپ کو معلوم ہو۔ کہ مسیح نے بھی یہ تعلیم خود موسیٰ کی کتاب استثنا ۶/۵ سے (حقوق اللہ) اور کتاب احبار ۱۹/۱۸ سے (حقوق العباد) حاصل کر کے سنادی۔ اسکی اپنی نہ تھی۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ مسیح چونکہ موسےٰ کا اور توریت موسےٰ کا مصدق اور مکمل کرنے والا تھا (متی ۵/۷) تو میں کہوں گا کہ محمد رسول اللہ بھی نہ صرف موسےٰ کے مصدق بلکہ اس کے مثیل بھی تھے۔ پھر اس میں کوئی قباحت نہیں:۔

اور پھر پادری صاحب نے جو یہ کہا۔ کہ اگر مسیحی غلط راستے پر ہیں۔ تو پھر ہلاک کیوں نہیں ہوتے افسوس۔ صد افسوس۔ پادری صاحب آپ نے یہ کیا کہا۔ اور کیسی ردی دلیل فضیلت مسیحت کی پیش کی ہے۔ جناب! آپ کے مسلمات میں سے ہے۔ کہ آریہ اہل اسلام۔ ہندو۔ غلط راستے پر ہیں۔ اور یہ کل مذاہب باطلہ ہیں۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیوں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے۔

اس جگہ میں ایک اور بات آپ کو بتا دوں۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ کہ میں نبی ہوں۔ اور مسیح ناصری سے بڑھ چڑھ کر ہوں۔ اور ساتھ ہی فرما دیا کہ میرا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائیگا۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے نزدیک (معاذ اللہ) حضرت مسیح موعود حق پر نہیں۔ تو پھر کیوں خدا نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ کیونکہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا اور آپ کے سلسلہ عالیہ کو بڑھایا۔ بلکہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آپ کا اقنوم ثانی یعنی یسوع صاحب جو خدا بھی ہے۔ وہ آپ کو یعنی مسیح موعود علیہ السلام کو جلدی ہلاک کر دیتا۔ کیونکہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ گویا وہ خود مسیح ہیں بلکہ مسیح سے بڑھکر

پھر کیا مسیح کو کچھ غیرت نہ آئی - پھر کیوں انہیں زندہ رہنے دیا؟ [۵۱]

اور پادری صاحب نے جو یہ کہا - کہ یہودیوں نے مسیح کو صرف اس واسطے مصلوب کروایا کہ کہیں یہ بادشاہ نہ ہو جائے - میں نہیں سمجھتا - کہ اس بات میں مسیح کی کیا فضیلت ہے لیکن میں کہتا ہوں - مسیح خواہ کسی طرح مصلوب ہوا - مصلوب ہونے کا نتیجہ ضرور اس پر عائد ہوتا ہے جسکا ذکر پولوس رسول نے اپنے خط بنام گلتیوں ۳/۱۳ میں کیا - کہ وہ ہمارے لئے لعنتی ہوا خواہ کسی کے لئے ہوا - پر لعنتی ضرور ہوا - پس اس میں اس کی کیا فضیلت ہے - اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے - کہ وہ بلا وجہ صلیب دیا گیا - تو معلوم ہوا کہ یہودیوں نے اس واسطے اسے مصلوب نہیں کروایا تھا - کہ وہ بادشاہ نہ ہو جائے - بلکہ اس لئے کہ وہ کہتے تھے - کہ اس نے کفر بکا ہے - متی ۲۶/۶۵ اور پھر اس لئے مصلوب کروایا تھا - کہ یہ دھوکے باز ہے متی ۲۷/۶۳ اور اس لئے - کہ یہ قیصر کا باغی ہے یوحنا ۱۹/۱۲

پس مسیح کے وجوہات صلیب جو اس پر یہود نے لگائے تھے - وہ میں نے آپ کو سنادئے اور آپ اب اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل دیں - کہ یہودیوں نے صرف اس واسطے اسے مصلوب کروایا تھا کہ مبادا بادشاہ نہ ہو جائے -

پھر پادری صاحب نے جو یہ کہا - کہ وہ ہمیشہ حلیمی سے کلام کرتا تھا - اور دلیری سے خدا کا کلام سناتا تھا - پادری صاحب! آپ کو معلوم ہونا چاہئے - کہ یسوع ہیرودیس جیسے معزز آدمی کو لومڑی کہتا ہے لوقا ۱۳/۳۲ یہود کے معزز اور ذی شان فقیہوں اور فریسیوں کو ریاکار کہا متی ۲۳/۲۹ اپنے پیارے شاگرد پطرس کو شیطان کا خطاب دیا متی ۱۶/۲۳ تھوما شاگرد کو بے ایمان کہا - یوحنا ۲۰/۲۷ -

[۵۱] بعض نادان عیسائی یہ کہا کرتے ہیں - کہ کسی کا قتل نہ ہونا - اور اس کے کاموں کا خارق عادت کے طور پر ترقی پذیر ہونا دلیل صداقت نہیں اور وہ دلیل میں کہتے ہیں - کہ بریڈلا ایک دہریہ تھا - جو خدا کا منکر تھا اور اپنے جوش میں خدا کو برا بھلا بھی کہتا تھا - پھر وہ کیوں نہ ہلاک ہوا کیونکہ ترقی کر گیا - عیسائی لوگ کتاب منارۃ البیضاء مصنفہ مسٹر اکبر مسیح صفحہ ۳۶ سے یہ سب باتیں یاد کر لیتے ہیں حالانکہ یہ دلیل بالکل غلط ہے کیونکہ بریڈلا کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ میں منجانب اللہ ہوں - اور اس کا نبی یا رسول ہوں - بلکہ وہ منکر خدا تھا لیکن آسمانی صحائف میں دہریہ کی یہ سزا نہیں لکھی - بلکہ جھوٹے نبی کے واسطے یہ سزا ہے - اور یہ ایک معیار

پس یہ تو اس کی حلیمی کا نمونہ ہے۔ اب اس کی دلیری سنئے۔ مسیح ہمیشہ یہودیوں سے چھپ کے نکل جایا کرتا تھا۔ یوحنا ٨/٥٩ اور لوقا ٤/٣٠ کی رو سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اپنا جلال بھی یہودیوں کے سامنے بیان کرنے سے پرہیز کرتا تھا۔ اور شاگردوں کو بھی منع کرتا تھا مرقس ٩/٢ مگر برخلاف اس کے دیکھئے۔ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کے دو شاگرد جنکا تذکرہ میں آپ کو پہلے بھی سنا چکا ہوں۔ کابل جیسی سرزمین میں جاتے ہیں۔ خدا کا کلام دلیری سے سناتے ہیں اور موت تک بھی اپنے آقا کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ اور اب آپ خود سمجھ لیں۔ جس استاد کے شاگرد اس طرح دلیری سے صداقت پر قائم رہ سکتے ہیں۔ استاد بدرجہ اتم دلیری سے صداقت سنا سکتا ہے۔ کیونکہ متی ١/٢٤ کی رو سے شاگرد استاد سے بڑا نہیں ہوتا۔ اور نیز درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

اور یہ جو پادری صاحب نے کہا ہے۔ کہ باوجودیکہ مسیح کے پاس نہ کوئی تلوار تھی۔ نہ کوئی اور سامان دنیوی۔ مگر آج لاکھوں انسان ہیں۔ جو اس کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سو پادری صاحب کو معلوم ہو۔ کہ میں آپ کے ان دلائل سے سخت حیران ہوں اور حیرانی کی وجہ یہ ہے۔ کہ یا تو آپ نے دنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی زندگی کے حالات نہیں پڑھے اور اگر پڑھے ہیں۔ تو سمجھ کر نہیں پڑھے۔ میں آپ کو بتلاتا ہوں میں اس دلیل کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام اس زمانہ کے مرسل مسیح و مہدی موعود پر چسپاں کر کے دکھاتا ہوں کہ راستی کس کے ساتھ ہے :۔

سنئے۔ بقول آپ کے مسیح نے اپنی تمام تبلیغ و کوشش سے کل ایکسو بیس تبع پیدا کئے۔ ان میں سے اکثروں کے پاس تلواریں تھیں۔ اور انہوں نے ایک دفعہ کرتے بیچ کر تلواریں خریدی بھی تھیں اور آخرکار ایک کی تلوار نے سردار کاہن کے نوکر کا کان بھی اڑایا تھا۔ مگر اس سب قصہ پر بھی آخر کار مسیح یسوع اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے مغلوب ہوا اور بقول آپ کے سخت بیرحمی سے مصلوب ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا) بھی ہے۔ کہ سچے اور جھوٹے نبی میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ جھوٹے کا سلسلہ ترقی نہیں کریگا اور وہ ناکامی کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ مگر سچا نبی کامیاب اور اسکا سلسلہ ترقی پذیر ہوتا رہیگا۔ لیکن جھوٹا نبی جو خدا پر افترا کر کے کامیاب ہوگا پس جس صورت میں بریڈلا خدا کا ہی منکر تھا۔ پھر افترا الی کس پر کرتا تھا۔ اور معترض کی نظر کیوں ما

اس کا مشن تتر بتر ہوگیا۔ اور جیتے جی اسے یہی کامیابی نصیب ہوئی۔ جسپر ہر چہار مستند اناجیل شاہد ہیں۔ مگر اب آپ دوسری جانب نگاہ کیجئے۔ ہمارے مسیح علیہ السلام نے دنیا کے سامنے جب اپنا دعویٰ پیش کیا اُسوقت آپ کا کوئی مونس و غمگسار بجز ذات الٰہی نہ تھا۔ چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے۔ آپکے پاس کوئی تلوار نہ تھی۔ نہ پیسہ تھا۔ کہ اس کے ذریعہ کچھ اپنا فرض تبلیغ ادا کر سکتے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آخر کار جیتے جی وہ کامیابی عطا فرمائی۔ جس کا نمونہ آپ اسوقت دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی زندگی میں ہی لاکھوں انسانوں نے آپ کی غلامی قبول کی۔ اور آپ کی زندگی میں ہی لاکھوں انسان آپ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار تھے اور کئی ایک نے اپنی جان قربان کر دی۔ مگر آپ کو نہ چھوڑا اب آپ مقابلہ کریں۔ کہ میرے آقا علیہ السلام کا ابتدائی زمانہ کیسا بابرکت ہے۔ اور آپ کے مسیح یسوع صاحب کا ابتدائی حال کیا ہے۔ پھر آپ مقابلہ کرکے جانچ سکتے ہیں۔ کہ کامیاب اور بامراد کون ہوا۔ اور یہ جو آپ نے کہا۔ کہ وہ ایک ایسا لاثانی معلم ہے۔ کہ کوئی اسپر اور اس کی تعلیم پر غالب نہیں آسکتا۔ دعویٰ بے دلیل ہے۔ کیوں نہیں سمجھا دوں۔ اگر یسوع کی تعلیم کامل ہے۔ تو آپ اس پر عمل کر دکھائیں۔ کیا آپ میں سے کوئی ہے۔ کہ اپنے گال پر طمانچہ کھانے کے لئے تیار ہو۔ یا کوئی ہے جو کُرتے کے عوض قبا دیدے۔ کیا آپ گوارا کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کو بیگاری بنایا جائے میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ آپ ہرگز اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اور اگر گوارا کرینگے بھی تو صرف نمود کے واسطے ایک یا دو بار۔ مگر آپ ہمیشہ کے واسطے ایسی ذلیل حالت کو پسند نہ کرینگے۔ پس جس معلم کی تعلیم ایسی ہے۔ جسپر کوئی عمل ہی نہیں کر سکتا۔ پھر کیونکر اس کی تعلیم پر اور اس معلم پر آپ فخر کر سکتے ہیں۔ اور پھر جو آپ نے مجھ پر ذاتی حملہ کیا۔ کہ صرف عزت پانے کے واسطے مسیحی سے مسلمان بنایا گیا۔ اول تو چاہیئے تھا۔ کہ آپ میرے سابقہ حالات سے واقف ہوکر پھر یہ حملہ کرتے۔ مگر در آنحالیکہ آپ مجھسے کوئی سابقہ تعارف نہیں رکھتے تھے کہ مسیحیت میں بھی میں آپ کے فرقہ کا نہ تھا۔ کیونکہ میں چرچ آف انگلینڈ کا ممبر تھا۔ پھر آپنے ناحق مجھ پر حملہ کیا۔ پھر مسیحیت کی شخصیت کی منہ بولتی گواہ میری مذہبی استعداد ہے۔ میں اسوقت آپکو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ بھی بیبل کی ایک آیت کی تفسیر کریں میں بھی کرتا ہوں (باقی آئندہ)

فہرست کتب موجودہ در بک ڈپو

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
الوصیت	۱/	مباحثہ رامپور	۰۲/
الحق لدھیانہ	۶/	نزول المسیحؑ	۴/
الحق دہلی	۸/	نسیم دعوت	۳/
الہدیٰ	۶/	ہدیۃ ثاقب	۲/
ابطال الوہیت مسیحؑ	۱/	مجموعہ فتاویٰ احمدیہ مکمل	عہ/
اربعین (بالکل تھوڑی کاپیاں باقی رہ گئی ہیں)	۲/	براہین حصہ اول	۵/
اعجاز احمدی	۳/	〃 〃 دوم	۴/
پارہ عم مترجم	۳/	〃 〃 سوم	۱۰/
تذکرة الشہادتین فارسی	۳/	برکات الدعاء	۲/
تفسیر القرآن مصنفہ مولوی سید سرور شاہ صاحب	۸/ے	تحفہ ندوہ	۰/
جنگ مقدس	۶/	تحفہ سالانہ	۸/
حمامة البشریٰ	۸/	تفسیر سورہ فاتحہ	۱/
حضرت کا ریویو	۰/	〃 بقرہ	۳/
حقیقت نماز	۷/	〃 پارہ اول مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب	عہ۴/
خطبہ الہامیہ	عہ/	〃 〃 دوم 〃	عہ۴/
خزینة المعارف حصہ اول و دوم	۴/	〃 〃 ۲۳/۲۴ 〃	عہ/
〃 سوم و چہارم	۸/	〃 〃 ۲۵ 〃	عہ/
خلافت راشدہ حصہ دوم	۴/	〃 〃 ۲۶ 〃	عہ/
دینیات کا پہلا رسالہ	۱/	جام شہادت	۰/
دافع البلاء	۱/	حیرت کی حیرانی حصہ اول	۵/
ردّ چکڑالوی	۵/	〃 دوم	۴/
ضرورة الامام	۰۱/	دعوت دہلی	۰۱/
فضل حق	۱/	دعوة ندوہ	۰۱/
قصائد احمدیہ	۶/	دعوة الحق	۴ش/
کشف الغطاء	۲/	رسول اللہ کے احکام کی تعمیل	۳/
مبادی الصرف	۰۱/	رسالہ استخلاف	۳/
مواہب الرحمن	۴/	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲/
مکتوبات محمدیہ	۴/	سناتن دھرم	۰/
لغات القرآن حصہ اول	عہ/	سلاسل الفضائل	۰۱/
〃 دوم	۸عہ/	سلاسل التعلیم	۲/
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا	۲/	سچائی کا اظہار	۰/
		سخن معقول	—/
		صیان القرآن	۳/
		صبر جمیل	—/
		مکتوبات احمدیہ	۴/
		نور القرآن حصہ اول	۱/

منیجر ریویو قادیان

Reg. No. L. 303

دوائیوں کے تیل

مذکورۂ ذیل دوائیوں کے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کا فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بچتے ہیں۔ اور آسانی سے پی سکتے ہیں۔

(۱) **اجوائن کا تیل** قے اور بدہضمی کیلئے ایک ہی دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۶؍ محصول ۵؍

(۲) **روغن سونٹھ**۔ یہ بھوک کو بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۵؍ محصول ایک سے چار شیشی تک ۵؍

(۳) **روغن سونف**۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کے لیے مفید ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۴؍ محصول ایک سے چار شیشی تک ۵؍

(۴) **روغن دال چینی**۔ یہ دال چینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور یہ چیز نہایت خوشبودار ہے۔ قیمت فی شیشی ۶؍ محصول ایک سے چار تک ۵؍

(۵) **روغن لونگ**۔ متلی اور ریاح کو دفع کرتا ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے قیمت فی شیشی ۴؍ محصول ۵؍

(۶) **روغن لیمو**۔ ہرے گویا ابھی درخت سے ٹوٹے ہوئے لیمو کا خوشبو دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍ محصول ۵؍

(۷) **روغن پیپرمنٹ**۔ پیٹ کے درد بدہضمی اور ریاح کے خارج کرنے میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے قیمت فی شیشی ۱۰؍ محصول ۵؍

(۸) **روغن الائچی**۔ متلی اور ہچکی کو بند کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے قیمت ۴؍ محصول ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کے لئے چھپکر شائع ہوا

آو لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤگے ✣ لو تمھیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

چندہ سالانہ

جلد ۱۵ بابت مہی سنہ ۱۹۱۶ء نمبر ۵

مطابق رجب سنہ ۱۳۳۴ھ

[illegible]

فہرست مضامین

اسلام کیسا خدا پیش کرتا ہے	۱۶۱ تا ۱۸۴
تثلیثی کرشمہ کی ایک جھلک	۱۸۵ تا ۱۸۹
ایک دلچسپ مباحثہ	۱۹۰ تا ۲۰۰